وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ(البقرۃ،2/43)

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ (مل کر) رکوع کیا کرو

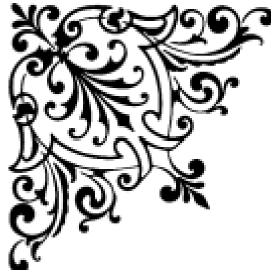
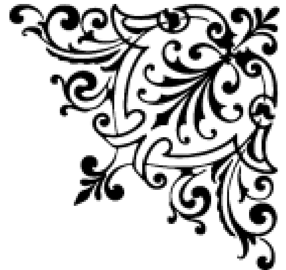
نماز کی کتاب



از قلم

صاحبزادہ سید اظہار اشرف جیلانی

ناشر پبلی کیشنز مسکن سادات، کراچی، پاکستان


وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا

لا إله إلا الله محمد رسول الله



اللهم صل على سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وصحبه وبارك وسلم



مصنف: علامہ سید اظہار اشرف جیلانی مدظلہ العالیٰ

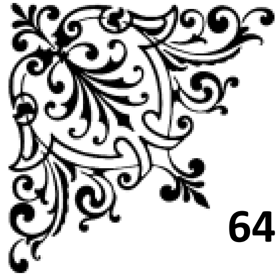
پروف: سید وقار اشرف جیلانی مدظلہ العالیٰ

ناشر: پبلی کیشنز مسکن سادات، کراچی، پاکستان

مطبوعہ: ۲۰۲۰

قیمت:

فہرست




پیش لفظ

تمام تعریفیں اُس عظیم خدا کی کہ جس نے عملی طور پر انسان کو بندگی کے طریقے سیکھائے اور انہیں فرائض میں شامل کر کے مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ رہنے اور کامیاب ہونے کا پابند کیا تاکہ مسلمان اللہ کی چاہت کے مطابق بندگی کا اظہار احسن طریقے سے کر سکیں۔

ہر زمانے میں یہ دیکھا گیا ہے کہ انسان فطری طور پر کسی نہ کسی کے آگے ضرور جھکتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ انسان نے جب بھی اپنے خالق کو بھلایا تو آگ کے آگے اپنے سر کو جھکایا، کبھی پتھروں کو اپنا معبود بنایا، کبھی ہوا، پانی اور سورج کو مسجودِ انسانیت سمجھا۔ اِن تمام اعمال کا سبب صرف اور صرف انسان کی غفلت تھی جس کی وجہ سے انسان کی بندگی کا اظہار اُس کی نفسانی خواہشات کے مطابق ہی ہوتا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ انسان اپنی عبدیت کا اظہار ناقص اور ختم ہو جانے والی چیزوں کے سامنے کرتا، اپنی سوچ اور فکر کو اس باطل یقین کے تابع رکھتا کہ بس یہی ہمارے معبود ہیں۔

اس بات کا کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ انسان کے لئے ابتداء ہی سے اللہ کی طرف سے ہدایات آتی رہی ہیں۔ یہ انسان ہی کی کچھ کمزوریاں (انا پرستی ، نفس پرستی ، کاہلی، سُستی، ہوس، غرور ، حسد اور جھوٹ) تھیں جن سے انسان نہ صرف اللہ کے قرب سے دور ہوا بلکہ بے انتہاء مشکلات کا شکار بھی ہو گیا۔ پھر بھی اللہ رب العزت مختلف ادوار میں اپنے مقرب بندوں کو بھیجتا رہا تا کہ انسان اپنی کمزوری کو سمجھ کر اللہ کے کرم اور فضل کے قریب ہو جائے۔

اللہ رب العزت نے جامع اور مستحکم احکامات و ہدایات کے ساتھ انسانیت کے لئے اپنے آخری نبی ﷺ کو بھیجا جو انسانیت کے لئے اللہ رب العزت کی طرف سے محفوظ ہدایات لے کر کے آئے (یعنی آپ ﷺ سے قبل انسان نے اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرتے ہوئے اللہ کی ہدایات کو بدل دیا تھا لیکن آپ ﷺ کی بعثت کے بعد اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ لے لیا) یہی وجہ ہے کہ آج بھی دین اسلام اپنی تمام ہدایات کے ساتھ اُسی طرح موجود ہے جس طرح رسول ﷺ پر نازل ہوا تھا۔ یہ وہ عظیم ہستی

ہیں جن کے ذریعہ " انسانیت کی معراج "یعنی نماز کو فرضیت کا درجہ عطا کر دیا گیا۔ اس ترقی یافتہ دور میں تمام تر آسانیوں کے باوجود ابھی بھی انسانیت کے لئے انعامات میں کوئی کمی نہیں ہے۔ انسان کا دنیا کی محبت میں گرفتار ہونا اُس کی عدم توجہ کا سبب ضرور رہا ہے لیکن اللہ کا فضل یہ ہے کہ آج مسلمان نماز جیسے بھی ادا کرتے ہیں، اللہ اس کا اجر اُن کو ضرور عطا فرماتے ہیں۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان اس بات کو سمجھے کہ نماز کا حق یہ ہے کہ اس کو اخلاص کے ساتھ ادا کیا جائے۔

نماز ہمارے دین کا ایک اہم رکن ہے اور اس کی پابندی ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ اس عظیم عبادت میں انسان کی جسمانی اور روحانی کامیابی ہے۔ نماز انسان کو بہت سی برائیوں سے روک لیتی ہے۔ نماز کی ادائیگی کے طریقہ سے یہ بات بھی واضح ہو گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر نماز فرض قرار دے کر جس طرح ان کی ایمانی صحت و تندرستی کا انتظام کر دیا اسی طرح اِن کی جسمانی صحت و تندرستی کا بھی انتظام کر دیا ہے تو اب ضروری ہے کہ مسلمان اپنی نماز کے احکامات واصول کو قرآن و حدیث کی روشنی میں جان کر کے اس کو بہترین سے بہترین طریقے سے ادا کرنے کی کوشش کریں تاکہ کوئی بھی ایسا طریقہ جس میں اللہ تعالیٰ کی چاہت پوشیدہ ہو، ہم اُس سے محروم نہیں رہ جائیں۔

پھر بھی اگر کوئی اپنی نماز سے متعلق (ادا کرنے کا طریقہ) علم حاصل نہیں کرتا اور تعلیمات کے مطابق عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو اُس کے لئے قرآن میں سخت ترین وعید بھی کر دی گئی ہے، چنانچہ سورۃ الماعون میں اللہ کا ارشاد ہے۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ (4) الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ (5) الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ (٦) (ماعون آیت 4 تا 6) ۔ ترجمہ: پس خرابی ہے اُن نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں، جو دکھاوا کرتے ہیں) مذکورہ آیت میں جن نمازیوں کے لئے خرابی، ناکامی اور تباہی کی وعید سنائی گئی ہے ان کا تعارف ہی "مُصَلِّينَ" سے کروایا گیا۔ یعنی وہ نماز پڑھنے والوں میں سے ہی ہو سکتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ وہ نماز ادا کرتے تو ہیں لیکن اُن کے پاس نماز کے ادا کرنے کا علم نہیں ہے اور وہ اپنی نماز کو قائم کرنے کی کوشش نہیں کرتے، اگرچہ اس سے مراد دورِ نبوی کے منافقین ہیں لیکن یہ وعید عام ہے جن نمازیوں میں بھی، مذکورہ آیات کے مطابق تین صفات ہوں گی ان تمام نمازیوں کے لئے یہ وعید اور تنبیہ ہے اس لئے آیات میں بھی "منافقین" کا نام لیے بغیر وعید سنائی گئی

ہے۔ ہم صحابہ کی تعلیمات میں اس بات کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ نماز اور نماز کی ادائیگی پر بہت زور دیتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر کے (آزاد کردہ) غلام نافع سے روایت ہے کہ (أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ إِنَّ أَهَمَّ أَمْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِينَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ۔ (الموطا امام مالك، كتاب الصلاة، حديث نمبر 6)

حضرت عمر بن خطاب نے گورنروں کو لکھا تھا کہ تمہارے تمام کاموں میں سب سے بڑھ کر اہمیت میرے نزدیک نماز کی ہے، جس کسی نے اس کی حفاظت کی اور اس کی نگرانی کرنے میں لگا رہا (یعنی نماز کو صحیح کرنے میں لگا رہا)، اس نے اپنے دین کو بچالیا اور جس نے نماز کو ضائع کیا، وہ دوسرے تمام کاموں کو اور زیادہ ضائع کرنے والا ہو گا"۔

نماز تمام عبادات کی نمائندگی کرتی ہے۔ تمام اعمال و بندگی اپنی اپنی جگہ بڑی اہمیت و کمال رکھتے ہیں لیکن جس عبادت کو رب نے پسند کیا، اُس عبادت میں کتنا قربِ الٰہی، کتنا فضل، کتنی رحمت اور کتنے درجات کی بلندیاں ہو نگی، اس کو انسانی عقل، علم و تحقیق اپنے سوچ کے دائرے میں نہیں لا سکتے، یہ نماز مسلمانوں کے ایمان کی رونق اور چہرے کے نور کو بحال رکھتی ہے۔ اس کتاب کو لکھنے کی وجہ صرف اصلاحِ نماز ہے، آپ تمام حضرات سے گزارش ہے کہ میرے لیے دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہر کام اخلاص کے ساتھ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فقیر سید محمد اظہار اشرف

18/Apr/2020

چھ کلمہ



پہلہ کلمہ طیّب:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.(1)

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

دوسرا کلمہ شہادت:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.(2)

میں گواہی دیتاہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور گواہی دیتاہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

تیسرا کلمہ تمجید:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.(3)

پاک ہے اللہ، اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو عالی شان اور عظمت

---

(1)(ذكريات،علي بن مصطفى الطنطاوي (المتوفى: 1420هـ)ج- 8،ص:216 ،الناشر: دار المنارة للنشر والتوزيع، جدة،السعودية،1427 هـ – 2006 م)

(2)(المعجم الوسيط،(إبراهيم مصطفى / أحمد الزيات / حامد عبد القادر / محمد النجار)ج-1،ص:497: دار الدعوة)(كتاب العين،ابو عبد الرحمن الخليل عمرو بن تميم الفراهيدي البصري (المتوفى: 170هـ)ج-3،ص:398،الناشر: دار ومكتبة الهلال)

(3)(شرح مختصر الطحاوي، أبو بكر أحمد بن علي الرازي الجصاص الحنفي (المتوفى: 370 هـ)ج-1 ،ص:669،الناشر: دار البشائر الإسلامية – ودار السراج، 1431 هـ – 2010 م)(التعريفات الفقهية،محمد عميم الإحسان المجددي البركتي،ج-1،ص:184، الناشر: دار الكتب العلمية (إعادة صف للطبعة القديمة في باكستان 1407هـ – 1986م)1424هـ – 2003م)(الاختيار لتعليل المختار، أبو الفضل عبد الله بن محمود البلدحي مجد الدين الحنفي (المتوفى: 683هـ)، ج-1،ص:151،الناشر: مطبعة الحلبي – القاهرة (وصورتها دار الكتب العلمية – بيروت، وغيرها)،1356 هـ – 1937 م)

والا ہے۔

چوتھا کلمہ توحید:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.(4)

ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے۔ وہ زندہ ﷺ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ وہ زندہ ہے جو مرے گا نہیں، بھلائی اس کے ہاتھ میں ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پانچواں کلمہ استغفار:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمَدًا اَوْ خَطَاً سِرًّا اَوْ عَلَانِيَةً وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ لَآ اَعْلَمُ ط اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

”میں اپنے پروردگار اللہ سے معافی مانگتا ہوں ہر اس گناہ کی جو میں نے جان بوجھ کر کیا یا بھول کر، چھپ کر کیا یا ظاہر ہو کر۔ اور میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اس گناہ کی جسے میں جانتا ہوں اور اس گناہ کی بھی جسے میں نہیں جانتا۔ (اے اللہ!) بیشک تو غیبوں کا جاننے والا، عیبوں کا چھپانے والا اور گناہوں کا بخشنے

---

(4)(الإرشاد إلى سبيل الرشاد،محمد بن أحمد بن أبي موسى الشريف، أبو علي الهاشمي البغدادي (المتوفى: 428هـ)ص:58،الناشر: مؤسسة الرسالة،1419هـ – 1998م)(الأساس في السنة وفقهها – العبادات في الإسلام،سعيد حوّى (المتوفى 1409 هـ)، ج-2،ص:811،الناشر: دار السلام للطباعة والنشر والتوزيع والترجمة، 1414 هـ – 1994 م)(الحج والعمرة والزيارة،عبد الله بن محمد البصيري،ص:291،الناشر: مكتبة الملك فهد الوطنية،1423هـ)

والا ہے۔ اور گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں مگر اللہ کی مدد سے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔"

چھٹا کلمہ سید الاستغفار:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَیْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ بِهٖ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَآ اَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ عَنْهُ وَتَبَرَّاْتُ مِنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالْكِذْبِ وَالْغِیْبَةِ وَالْبِدْعَةِ وَالنَّمِیْمَةِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُھْتَانِ وَالْمَعَاصِیْ كُلِّھَا وَاَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں کسی شے کو جان بوجھ کر تیرا شریک بناؤں اور بخشش مانگتا ہوں تجھ سے اس (شرک) کی جسے میں نہیں جانتا اور میں نے اس سے (یعنی ہر طرح کے کفر و شرک سے) توبہ کی اور بیزار ہوا کفر، شرک، جھوٹ، غیبت، بدعت اور چغلی سے اور بے حیائی کے کاموں سے اور بہتان باندھنے سے اور تمام گناہوں سے۔ اور میں اسلام لایا۔ اور میں کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔

عبادت

عبادت اللہ کی بارگاہ میں بندگی کا وہ عظیم اظہار ہے جس سے انسان اللہ کے قریب ہوتا ہے۔

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ عبادت کے معنی و مفہوم کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ:

العبودية:اظهارُ التَّذَلُّلِ،وَالْعِبَادَة ابلغ مِنْهَا،لانها غايةُ التذَلُّل۔5

ترجمہ:"عبودیت (بندگی) سے مراد عاجزی اور انکساری کا اظہار ہے لیکن عبادت کا درجہ اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ عبادت عاجزی کی انتہائی کیفیت کا نام ہے۔"

علامہ طبرسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

والعبادة ضرب من الشكر وغاية فيه لانها الخضوع باعلى مراتب الخضوع مع التعظيم باعلى مراتب التعظيم6

"عبادت شکر کی ایک قسم ہے اور اس کے انتہائی درجے کا نام ہے کیونکہ عبادت عاجزی و تعظیم کے بلند ترین مراتب میں سے ایک ہے"۔

امام ابو سعود رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

والعبادة اقصى غاية التذلل والخضوع7

"عبادت عاجزی اور انکساری کی بلند ترین کیفیت کا نام ہے"۔

امام محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

والعبادة أعلى مراتب الخضوع۔8

"عبادت تعظیم کے عمل کی بلند ترین کیفیت کو کہتے ہیں"۔

---

5 المفردات فی غریب القرآن، امام الراغب الأصفهانی، ج:1،ص:542.

6 طبرسی، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، ج:1،ص:26

7 ابو سعود العمادی، ج:1،ص:16

8 آلوسی، تفسیر روح المعانی، ج:1،ص:86

علامہ قاضی ثناء اللہ نانی پتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والعبادة أقصى ا لخضوع والتذلل۔[9]

"عبادت عاجزی اور انکساری کی بلند ترین کیفیت کا نام ہے"۔

امام نسفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

و هی أقصى غاية الخضوع والتذلل۔[10]

"عبادت عاجزی اور انکساری کی بلند ترین کیفیت کا نام ہے"۔

امام بغوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والعبادة الطاعة مع التذلل والخضوع۔[11]

"عبادت عاجزی اور انکساری کیے ساتھ اطاعت بجالانے کا نام ہے"۔

امام شوکانی رحمہ اللہ کے نزدیک مذکور ہے:

والعبادة أقصى غايات الخضوع والتذلل۔[12]

"عبادت عاجزی اور انکساری کی بلند ترین کیفیت کا نام ہے"۔

عبادت کی اصل روح عاجزی اور انکساری ہے۔ جس کی وجہ سے خالق نہ صرف گناہوں کو معاف کرتا ہے بلکہ اپنا مقبول بندہ بنالیا کرتا ہے۔

---

9 قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر المظهری، ج:1، ص:9

10 نسفی، مدارك التنزيل وحقائق التأويل، ج:1، ص:5

11 شوکانی، فتح القدير، ج:1، ص:22

12 بغوی، معالم التنزيل، ج:1، ص:41

وضوء

جب سے انسان تخلیقِ وجود میں آیا اُس وقت سے انسان کو گندگی (برائی) اور پاکی (نیکی) کا اس دنیا میں سامنا کرنا پڑھتا رہا ہے۔ گندگی (برائی) کی کثرت شیطانی طاقتوں کے ساتھ انسان کا راستہ روکنے کی کوشش کرتی ہے لیکن اگر انسان کی توجہ پاکی (نیکی) کی طرف ہو تو وہ برائی کا راستہ اور گندگی سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیتا ہے۔ اللہ رب العزت کے احسانات میں سے "وضوء" ایک عظیم احسان ہے۔ جس سے نا صرف گندگی دور ہوتی ہے بلکہ انسان شیطانی طاقتوں کے اثرات سے بچ جاتا ہے۔ خیالات، کردار و عمل پاکیزہ ہو جاتا ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ (البقرۃ:2،222)

ترجمہ: بے اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغۡسِلُوۡا وُجُوۡہَکُمۡ وَاَیۡدِیَکُمۡ اِلَی الۡمَرَافِقِ وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِکُمۡ وَاَرۡجُلَکُمۡ اِلَی الۡکَعۡبَیۡنِ (المائدۃ،4:5)

"اے ایمان والو! جب (تمہارا) نماز کے لیے کھڑے (ہونے کا ارادہ) ہو تو (وضو کے لیے) اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں (بھی) ٹخنوں سمیت (دھو لو)"۔

حدیث مبارکہ میں مذکور ہے کہ وضو کی روشنی اور کشش کل قیامت کے دن ایک پہچان ہو گی۔

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔[13]

میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے روز میرے اُمتی اعضائے وضو کی چمک کے باعث سفید چہرے اور سفید ٹانگوں والے (پنج کلیان) کہہ کر بلائے جائیں گے۔ جو تم میں سے اپنی چمک کو بڑھانے کی طاقت رکھتا ہے اسے بڑھانی چاہیے۔" یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

وضوء کی نیت:

نَوَيْتُ اَنْ اَتَوَضَّاَ لِاسْتِبَاحَةِ الصَّلٰوةِ تَقَرُّبًا اِلَى اللهِ تَعَالٰى

مَیں نے وضو کرنے کی نیت کی نماز کو جائز کرنے کے لیے تاکہ قربِ الٰہی حاصل کر سکوں۔

وضوء کا طریقہ:

پہلے پاکی حاصل کرنے اور ثواب پانے کی نیت کرے۔ اس کے بعد بسم اللہ پڑھ کر تین بار دونوں ہاتھ کلائی تک دھوئے۔



پھر تین بار کلی کرے اور مسواک کرے۔



(13) الصحيح بخاري، كتاب: الوضوئ، باب: فضل الوضوئ، ج 1 /ص 63، الرقم: 136، و الصحيح مسلم، كتاب: الطهارة، باب: استحباب إطالة الغرة والتحجيل في الوضوئ، ج1 /ص 216، الرقم: 246۔

پھر تین بار ناک میں پانی چڑھائے اور ناک کو صاف بھی کرے۔



پھر تین بار منہ دھوئے اس طرح کہ پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک۔ اور دونوں کانوں کی لَو تک کوئی جگہ خشک نہ رہے۔ اگر گھنی داڑھی ہو تو خلال کرے اور اگر داڑھی اتنی ہلکی ہو کہ جلد نظر آتی ہو تو جلد کو دھوئے۔



پھر تین بار دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے، پہلے دایاں پھر بایاں۔







پھر نئے پانی سے دونوں ہاتھ تر کر کے پورے سَر کا ایک بار مسح کرے اس طرح کہ پیشانی کے بالوں سے دونوں ہاتھوں کی تین اُنگلیاں پھیرتا ہوا گدی تک لے جائے اور پھر گُدی سے ہتھیلیاں پھیرتا ہوا واپس لائے۔



پھر شہادت کی انگلی سے کان کے اندرونی حصہ اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کی بیرونی سطح اور انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کرے۔



پھر تین بار دونوں پاؤں دھوئے اور انگلیوں کا خلال کرے، پہلے دایاں پاؤں ٹخنوں تک بائیں ہاتھ سے دھوئے۔





وضو کے درج بالا طریقہ میں فرائض، سنتیں اور بعض مستحبات ہیں۔

وضوء کے فرائض:

وضو کے چار فرائض ہیں، جن کے بغیر وضو نہیں ہوتا

1. منہ دھونا۔
2. دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا۔
3. چوتھائی سر کا مسح کرنا۔
4. دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضوء کی سنتیں:

وضو کی تیرہ سنتیں ہیں:

1. نیت کرنا۔

2. بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنا۔

3. دونوں ہاتھ کلائی تک دھونا۔

4. انگلیوں میں خلال کرنا۔

5. کلی کرنا۔

6. مسواک کرنا۔

7. ناک میں پانی چڑھانا۔

8. داڑھی کا خلال کرنا۔

9. پورے سَر کا مسح کرنا۔

10. کانوں کا مسح کرنا۔

11. پے درپے وضو کرنا کہ پہلا عضو خشک ہونے نہ پائے

12. ترتیب قائم رکھنا

13. دھوئے جانے والے ہر عضو کو تین بار دھونا۔

وضوء کے مستحبات:

وضو میں درج ذیل چند اُمور مستحب ہیں:

1. گردن کا مسح کرنا۔

2. قبلہ کی طرف منہ کرنا۔

3. پاک اور اونچی جگہ پر وضو کرنا۔

4. پانی بہاتے وقت اعضاء پر ہاتھ پھیرنا۔

5. بغیر ضرورت دوسرے سے مدد نہ لینا۔

6. دنیا کی باتیں نہ کرنا۔

7. بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر تھوڑا پی لینا۔

وضوء کے بعد یہ دُعا پڑھنا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ

"اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں اور اپنے صالحین بندوں میں سے کر دے۔"

وضوء کے مکروہات:

درج ذیل امور کی بناء پر وضو مکروہ ہو جاتا ہے:

- کلی کے لیے بائیں ہاتھ سے منہ میں پانی ڈالنا۔
- عذر کے بغیر ایک ہاتھ سے منہ دھونا۔
- منہ دھوتے وقت زور سے منہ پر چھینٹے مارنا۔
- وضو کرتے وقت ضرورت سے کم پانی استعمال کرنا۔
- وضو کرتے وقت ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا۔
- وضو کرتے ہوئے دنیاوی گفتگو کرنا۔
- گلے کا مسح کرنا۔
- ناپاک جگہ پر وضو کا پانی گرانا۔
- وضو کے پانی کے قطرے وضو کے برتن میں ٹپکانا۔

- کسی سنت کو ترک کرنا۔

وضو توڑنے والے اُمور:

درج ذیل اُمور سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:

- پاخانہ یا پیشاب کے مقام سے کسی چیز کا نکلنا۔
- خون یا پیپ زدہ پانی کا نکل کر بدن پر بہہ جانا۔
- منہ بھر قے کرنا۔
- کسی شخص کا تکیہ لگا کر اس طرح سونا کہ تکیہ ہٹانے سے وہ گر جائے اور کولہے زمین سے ہٹ جائیں، لیکن اگر وہ بیٹھا رہا اور اس کے کولہے جگہ سے نہیں ہٹے تو وضو نہیں ٹوٹا۔
- بالغ شخص کا نماز جنازہ کے علاوہ کسی نماز میں قہقہہ لگانا۔
- کسی وجہ سے بیہوش ہو جانا۔
- دکھتی آنکھ سے پانی کا بہنا۔
- منی، ودی اور مذی خارج ہونا۔

کن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا:

درج ذیل امور سے وضو نہیں ٹوٹتا:

- خون کا ظاہر ہونا جو اپنی جگہ سے بہا نہ ہو۔
- خون بہے بغیر گوشت کا گر جانا۔
- کیڑے کا زخم سے یا کان سے یا ناک سے نکلنا۔
- قے جو منہ بھر کر نہ آئے۔

- بلغم کی قے اگرچہ بلغم زیادہ ہو۔
- اگر کسی کو چت لیٹے ہوئے ہلکی سی نیند آجائے اور وہ ارد گرد کے لوگوں کی باتیں سن رہا ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔
- رکوع کی حالت میں نماز پڑھنے والے کا سو جانا۔
- شرم گاہ کو چھونا۔

وضوء کے مسائل:

درمیانِ وضو اگر ریح خارج ہو یا کوئی ایسی بات ہو جس سے وضو جاتا رہتا ہے تو پھر نئے سرے سے وضو کرے۔ اگر کسی کے زخم سے ہر وقت خون یا پیپ بہتی رہتی ہو یا ہر وقت پیشاب کا قطرہ آتا رہتا ہو یا اسے ہوا خارج ہونے کی بیماری لاحق ہو تو ایسا شخص ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے، اس کی نماز ہو جائے گی کیوں کہ وہ معذور ہے۔ جب تک مقررہ نماز کا وقت رہے گا یہ وضو باقی رہے گا۔

وضوء کی دعائیں:

کلی کرتے وقت کی دعا

بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

"اللہ کے نام سے شروع، یا اللہ! تلاوتِ قرآن، اپنے ذکر، شکر اور اچھی طرح عبادت پر میری مدد فرما۔"

ناک میں پانی ڈالتے وقت کی دعا

بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَۃَ النَّارِ

"اللہ کے نام سے شروع، یا اللہ! مجھے جنت کی خوشبو عطا کر اور جہنم کی بدبو سے محفوظ کر۔"

چہرہ دھوتے وقت کی دعا

بِسْمِ اللہِ، اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ

”اللہ کے نام سے شروع، یا اللہ! اس دن میرا چہرہ سفید رکھنا جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض چہرے سیاہ ہوں گے۔“

دایاں بازو دھوتے وقت کی دعا

بِسْمِ اللہِ، اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَسِیْرًا

”اللہ کے نام سے شروع، یا اللہ! میرا نامۂ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں دینا اور میرا حساب آسان کرنا۔“

بایاں بازو دھوتے وقت کی دعا

بِسْمِ اللہِ، اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ

”اللہ کے نام سے شروع، یا اللہ! میرا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں نہ دینا اور نہ ہی پس پشت سے۔“

سر کا مسح کرتے وقت کی دعا

بِسْمِ اللہِ، اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ

”اللہ کے نام سے شروع، یا اللہ! اس دن مجھے اپنے عرش کے سائے میں رکھنا جس دن تیرے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا۔“

کانوں کا مسح کرتے وقت کی دعا

بِسْمِ اللہِ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ

”اللہ کے نام سے شروع، یا اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے کر دے جو تیری بات غور سے سنتے ہیں اور اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں۔“

گردن کا مسح کرتے وقت کی دعا

بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّار

"اللہ کے نام سے شروع، یا اللہ! میری گردن کو جہنم کی آگ سے آزاد رکھنا۔"

دایاں پاؤں دھوتے وقت کی دعا

بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ

"اللہ کے نام سے شروع، یا اللہ! اس دن پل صراط پر مجھے ثابت قدم رکھنا جب (کچھ لوگوں کے) قدم پھسلیں گے۔"

بایاں پاؤں دھوتے وقت کی دعا

بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَّتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْ

"اللہ کے نام سے شروع، یا اللہ! میرے گناہ بخش دے، میری کوشش قبول فرما اور میری تجارت میں نقصان نہ ہو۔"

غسل

دین اسلام نے انسان کو طہارت و پاکیزگی حاصل کرنے کے مختلف طریقے سیکھائے ہیں، جس سے انسان ناصرف پاکی حاصل کرتا ہے بلکہ جسمانی سکون اور طبعیت میں تازگی محسوس کرتا ہے، جس کی وجہ سے انسان اپنی زندگی کے تمام معاملات بہتر سے بہتر سرانجام دے دیتاہے تو اب وہ کونسا شخص ہوگا جو اپنی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش نہ کرے۔ اللہ رب العزت کی تمام احکامات انسانی زندگی کی کامیابی کی سند ہیں۔ انسان کا اپنی زندگی میں کچھ ایسی گندگیوں کا سامنہ ہوتا ہے جن کو دور کرنے کے لئے رب کائنات نے "غسل" کرنے کا حکم دیا:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِنۡ كُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوۡا.

(المائدۃ،4:5)

"اور اگر تم حالتِ جنابت میں ہو تو (نہا کر) خوب پاک ہو جاؤ۔"

غسل کا مسنون طریقہ:

پہلے دونوں ہاتھ کلائی تک دھوئے، پھر استنجا کرے اور جس جگہ نجاست ہو اس کو دور کرے۔ پھر وضو کرے اور وضو کے بعد تین مرتبہ سارے جسم پر پانی بہائے، پانی بہانے کی ابتدا سر سے کرے اور اِس کے بعد دائیں کندھے کی طرف سے پانی بہائے، پھر بائیں کندھے کی طرف سے پانی بہانے کے بعد پورے بدن پر تین مرتبہ پانی ڈالے اور ملے۔ دورانِ غسل کسی سے کلام نہ کرے۔

غسل کے فرائض:

غسل کے تین فرض ہیں:

کلی کرنا، اس طرح کہ پانی حلق کی جڑ تک پہنچ جائے۔ لیکن روزہ کی حالت میں اِحتیاط کی جائے۔ اگر حالتِ روزہ میں پانی حلق سے نیچے اتر گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

ناک میں پانی ڈالنا کہ جہاں تک نرم ہڈی ہے دُھل جائے۔

سارے بدن پر ایک بار اس طرح پانی بہانا کہ کوئی بھی جگہ خشک نہ رہ جائے۔

غسل کی فرضیت کی صورتیں:

غسل فرض ہونے کی پانچ صورتیں ہیں:

- منی کا شہوت سے نکلنا۔
- سوتے میں احتلام ہونا۔
- مرد و عورت کا ہم بستری کرنا خواہ منی نکلے یا نہ نکلے۔
- عورت کا حیض سے فارغ ہونا۔
- نفاس ختم ہونا یعنی بچہ پیدا ہونے کے بعد آنے والے خون کا بند ہونا۔

غسلِ مسنون:

درج ذیل اوقات میں غسل کرنا سنت ہے:

- نماز جمعہ کے لیے۔
- دونوں عیدوں کی نماز کے لیے۔
- احرام باندھتے وقت۔
- عرفہ کے دن۔

غسلِ مستحب:

درج ذیل صورتوں میں غسل کرنا مستحب ہے:

- جو آدمی پاکیزگی کی حالت میں مسلمان ہوا ہو۔
- جو بچہ عمر کے اعتبار سے بالغ ہو۔
- جو شخص جنون کے عارضہ سے صحت یاب ہوا ہو۔
- نشتر لگوانے کے بعد۔
- میت کو غسل دینے کے بعد۔
- شبِ برآت میں عبادت کے لیے۔
- لیلۃ القدر میں بطورِ خاص عبادت کے لیے۔
- مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لیے۔
- مدینہ طیبہ میں داخل ہونے کے لیے۔
- قربانی کے دن مزدلفہ میں ٹھہرنے کے لیے۔
- طوافِ زیارت کے لیے۔
- سورج گرہن کی نماز کے لیے۔
- نمازِ اِستسقاء کے لیے۔
- خوف کے وقت۔
- دن میں سخت اندھیرے کے وقت۔
- تیز آندھی کے وقت۔

غسل کے مسائل:

رمضان کی رات جنبی ہوا تو بہتر یہی ہے کہ طلوعِ فجر سے پہلے غسل کرے تاکہ روزے کا ہر حصہ جنابت سے خالی ہو۔ اگر غسل نہیں کیا تو روزہ میں کچھ نقصان نہیں۔ جنبی کا مسجد میں جانا، طواف کرنا، قرآنِ پاک کو چھونا اور پڑھنا حرام ہے۔ جنبی نے اگر درود شریف یا کوئی دعا پڑھ لی تو کوئی حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا کلی کرکے پڑھے۔ جنبی کے لیے اذان کا جواب دینا جائز ہے۔ جس پر غسل واجب ہو اس کو چاہیے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے کیوں کہ جس گھر میں جنبی ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ وضو یا غسل کے لیے پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کرنا چاہیے۔

تیمم

پاکی حاصل کرنے کا یہ طریقہ انسان کے لئے جب ضروری ہے جب پانی کی فراہمی ناممکن ہو جائے یعنی پانی حاصل کرنے میں مشکل اور دشواری پیش آئے تو انسان مٹی سے بھی پاکی حاصل کر سکتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ. (المائدۃ،5:2)

"پھر تم پانی نہ پاؤ تو (اندریں صورت) پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو۔ پس (تیمم یہ ہے کہ) اس (پاک مٹی) سے اپنے چہروں اور اپنے (پورے) ہاتھوں کا مسح کر لو۔"

اگر پانی میسر نہ ہو یا غسل / وضو کرنے سے بیماری بڑھنے کا اندیشہ ہو تو بجائے غسل و وضو کے تیمم کا حکم ہے۔ غسل اور وضو دونوں کے لئے تیمم کا طریقہ ایک ہی ہے، صرف نیت میں فرق ہے کہ غسل کے تیمم کو غسل کے اور وضو کے تیمم کو وضو کے قائم مقام خیال کرے۔

تیمم کا طریقہ:

پہلے نیت کرے کہ میں ناپاکی دور کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے تیمم کرتا ہوں۔ پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ کر کے پاک مٹی یا کسی ایسی چیز پر جو زمین کی جنس سے ہو ایک بار مار کر سارے منہ کا مسح کرے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے۔ پھر اسی طرح ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں کا ناخنوں سے لے کر کہنیوں سمیت مسح کرے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے۔

تیمم کے فرائض:

تیمم کے تین فرائض ہیں:

1. نیت کرنا۔

2. دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر سارے منہ پر پھیرنا۔

3. دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مار کر کہنیوں تک پھیرنا۔

تیمم کی سنتیں:

تیمم کی پانچ سنتیں ہیں:

1. بسم اللہ کہنا۔

2. ہاتھوں کو زمین پر مارنا۔

3. انگلیاں کھلی ہوئی رکھنا۔

4. زیادہ مٹی لگ جانے پر ہاتھوں کو جھاڑنا اس طرح کہ ایک ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ پر مارنا۔

5. داڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا۔

دیگر مسائل

انگوٹھی، چھلے، چوڑیاں وغیرہ پہنی ہوں تو اُن کو اتار کر یا ہٹا کر ان کے نیچے ہاتھ پھیرنا فرض ہے۔ جو چیز آگ سے جل کر نہ راکھ ہوتی ہو، نہ پگھلتی ہو، نہ نرم ہوتی ہو وہ زمین کی جنس سے ہے، اس سے تیمم جائز ہے اگرچہ اس پر غبار نہ ہو۔ ایسا پاک کپڑا جس پر غبار ہو کہ ہاتھ مارنے سے غبار اُڑتا نظر آئے اس سے بھی تیمم جائز ہے۔ جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا یا غسل واجب ہوتا ہے ان سے تیمم بھی جاتا رہتا ہے۔ اس کے علاوہ پانی کے میسر آنے سے بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔ ہر نماز کے لیے نئے سرے سے تیمم کرنا ضروری ہے۔

اذان

اذان ایک بلاوہ ہے جو اللہ کی عموماً بار گاہ پانچ وقت نماز ادا کرنے کے لئے دیا جاتا ہے۔ جس کو سُن کر کے مسلمان اپنے دنیاوی کام کاش چھوڑ کر اللہ کی بار گاہ میں حاضر ہو جاتا ہے اور اپنی بند گی کا اظہار کر تا ہے۔ اللہ رب العزت نے اذان کے متعلق قر آن مجید میں اس طرح ارشاد فرمایا:

وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ. (المائدۃ،58:5)

"اور جب تم نماز کے لیے (لوگوں کو بہ صورتِ اذان) پکارتے ہو"۔

یعنی یہ نماز کی طرف بلانے کا احسن طریقہ ہے۔ پانچوں وقت کی نماز کے لیے جس میں جمعہ بھی شامل ہے بلانے کا یہ طریقہ "اذان" سنتِ مؤکدہ ہے۔ اذان وقت پر کہنی چاہیے۔ فرضِ عین کے علاوہ کسی نماز کے لئے اذان نہیں ہے۔ عورتوں کا اذان کہنا مکروہ تحریمی ہے۔ بساوقات کچھ افراد ضوبے وضو کی اذان ادا کر دیتے ہیں۔ اذان ہو جائے گی مگر مکروہ ہو گی، اس لیے بہتر یہ ہے کہ باوضو ہو کر اذان دی جائے۔

بلند جگہ قبلہ رُخ کھڑے ہو کر کانوں میں انگلیاں ڈال کر اذان اس طرح کہنی چاہیے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ط اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ ط اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ ط حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ ط لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ

اللہ ہی بڑا ہے، اللہ ہی بڑا ہے۔ اللہ ہی بڑا ہے، اللہ ہی بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اللہ کے رسول ہیں۔ آؤ نماز پڑھنے کے لیے، آؤ نماز پڑھنے کے لیے۔ آؤ نجات پانے کے لیے، آؤ نجات پانے کے لیے۔ اللہ ہی بڑا ہے، اللہ ہی بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کہتے وقت دائیں طرف اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہتے وقت بائیں طرف منہ کرنا چاہئے۔

اگر فجر کی اذان ہو تو حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (نماز نیند سے بہتر ہے) کہنا سنت ہے۔

اذان کے مسائل:

بہتر یہ کہ مؤذن صالح اور پرہیز گار ہو اور ثواب کی نیت پر اذان کہتا ہو۔ فاسق، نشئی، پاگل اور ناسمجھ بچے کی اذان مکروہ و واجب الاعادہ ہے۔ حیض و نفاس والی عورت، خطبہ سننے والے، قضائے حاجت اور جماع کرنے والے پر اذان کا جواب نہیں ہے۔ جب اذان ہو تو چاہیے کہ اتنی دیر سب کام یہاں تک کہ قرآن بھی پڑھ رہا ہو تو موقوف کر دے اور چل رہا ہو تو کھڑا ہو کر اذان سنے اور جواب دے۔ اگر چند اذانیں سنے تو اس پر پہلی اذان کا جواب ہے۔ اگر سب کا جواب دے تو بہتر ہے۔

اِقامت:

اذان کے بعد جماعت کھڑی ہونے کے وقت جو دعا کہی جاتی ہے اس کے الفاظ اذان کے مثل ہیں، چند باتوں کا فرق ہے:

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ (جماعت کھڑی ہو گئی) کہے۔

اذان کے مقابلے میں آواز پست ہو۔

اس کے کلمات جلد کہے جائیں۔

کانوں میں انگلیاں نہ ڈالے۔

اِجابتِ اذان و اِقامت

اذان واِقامت دونوں کا جواب دینا مستحب ہے۔ اِجابت کا مطلب یہ ہے کہ سننے والا بھی وہی کلمات کہتا جائے اور **اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللهِ** کہتے وقت انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے اور پہلی مرتبہ **صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ** اور دوسری مرتبہ **قُرَّةُ عَيْنِي اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ** کہے۔ جو ایسا کرے گا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے اور اس کی آنکھوں کی روشنی کبھی نہ جائے گی۔ **حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ** اور **حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ** کے جواب میں **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ** کہے اور فجر کی اذان میں **اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ** کے جواب میں **صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ** کہے اور اقامت میں **قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ** کے جواب میں **اَقَامَهَا اللهُ وَاَدَامَهَا** کہے۔

اذان کے بعد کی دعا:

اذان کے بعد مؤذن وسامعین درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ.

اے اللہ! اس دعوتِ کامل اور قائم ہونے والی نماز کے مالک! تو ہمارے سردار حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو وسیلہ اور فضیلت اور بہت بلند درجہ عطا فرما اور ان کو اس مقامِ محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے، اور ہمیں قیامت کے دن ان کی شفاعت نصیب فرما۔ بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

الصلوٰۃ

نماز کو عربی زبان میں "صلوۃ" کہاجاتا ہے اس لئے آپ نے عموماًیہ محسوس کیا ہو گا کہ نماز کی طرف بلانے سے لیکر نماز ادا کرنے تک کہیں بھی نماز کا لفظ استعمال نہیں ہوتا "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ "، " اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ "، " قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ "ہی استعمال ہو تا ہے کیونکہ نماز عربی میں ادا کرنا فرض ہے۔ آپ کسی بھی زبان سے تعلق رکھتے ہوں لیکن نماز آپ کو عربی میں ہی سیکھنی ہو گی۔

صلوٰۃ کا معنیٰ و مفہوم

صلوٰۃ عربی زبان کا لفظ ہے، لفظِ صلوٰۃ اسم ہے جو فعل صلّٰی کے مصدر کی جگہ آتا ہے۔ عربی لغت میں یہ لفظ کئی معانی کے لئے استعمال ہو تا ہے لیکن محاورہ عرب کی رو سے اصطلاح کے قریب تر معنی دعا، نماز اور تسبیح کا ہے۔[14]

ڈاکٹر محمد طاہر القادری مد ظلہ العالیٰ اپنے کتاب میں لکھتے ہیں:

اس اعتبار سے ذاتِ باری تعالیٰ کی بار گاہِ صمدیت میں اس کے بے پایاں جود و کرم اور فضل ورحمت کی خیرات طلب کرنے کے لیے کمالِ خشوع و خضوع کے ساتھ سراپا التجا بنے رہے اور اس کے حقِ بندگی بجالانے کو صلوٰۃ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بنظرِ غائر دیکھا جائے تو کائناتِ ارضی و سماوی کی ہر مخلوق اپنے اپنے حسبِ حال بار گاہِ خداوندی میں صلوۃ اور تسبیح و تحمید میں مصروف نظر آتی ہے۔۔۔ نماز کی معنوی حقیقت یہ تقاضا کرتی ہے کہ بندہ زبان اور دل اور ہاتھ پاؤں وغیرہ سے ربِ کائنات کی گوناگوں نعمتوں کا شکریہ ادا کرے، اس کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار کرے اور اس خدائے رحمٰن و رحیم کی یاد کو عملاً دل میں بسالے۔ گویا حسنِ مطلق کی حمد و ثنا، اس کی یکتائی اور بڑائی کا اقرار نماز ہے۔[15]

ڈاکٹر خالد اقبال مد ظلہ العالیٰ نماز کے فائدے اور ترک کر دینے کہ نقصانات تحریر کرتے ہیں:

---

(14)(لسان العرب،ابن منظور،14:464،465)

(15)(حسن اعمال،شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری،ص:190،180،الناشر:منہاج القرآن پبلیکیشنز،لاہور، پاکستان)

نماز ہر مرد اور عورت کو سختیوں سے محفوظ رکھتی ہے اور اسے کامیابی وکامرانی سے ہمکنار کرنے کا باعث ہے، حضور پاک ﷺ کا ارشادہ پاک ہے کہ ہر فرد پر پانچ سختیاں ضرور آتی ہیں لیکن نماز کی پابندی کرنے والا ان پانچ سختیوں سے محفوظ رہے گا، یہ پانچ سختیاں درجہ ذیل ہیں:

- موت کی سختی
- قبر کی سختی
- قیامت کے میدان کی سختی
- پل صراط سے گزرنے کی سختی
- جنت میں جانے سے قبل حساب وکتاب کی سختی[16]

نماز تمام سختیوں سے محفوظ رکھتی ہے اور جنت کا مستحق ٹھراتی ہے۔ دین کی تعلیمات میں نماز کو جنت کی چابی بھی قرار دیا ہے۔ اس کو صرف وہ شخص جو پابندی سے نماز پڑھنے والا ہو حاصل کر سکتا ہے، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ **قَالَ رَسُول الله ـ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم " مِفْتَاح الْجنَّة الصَّلَاة،وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الْوُضُوء**[17]

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جنت کی چابی نماز ہے اور نماز کی چابی وضوء ہے۔

نماز کی حقیقت "اقام الصلوٰۃ" میں مخفی ہے۔ یعنی نماز پڑھنے والا صرف نماز ادا کرنے پر ہی توجہ نہ دے بلکہ اس کو جس طرح قرآن کی روح سے، نبی ﷺ کی سیرت سے صحابہ نے قائم کیا اُس طرح قائم کرے تب وہ جنت کی کنجی کو حاصل کر سکتا ہے۔

---

(16)(قرآن کے اعمال اور اس کے طبی فوائد، ڈاکٹر خالد اقبال، ص:242-243، ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔)

(17)(ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب الطھارۃ، حدیث ،408، ج-1، ص:55، باب ماجاء ان مفتاح الصلاۃ الطھور،)

(الأحكام الشرعية الكبرى، عبد الحق بن عبد الرحمن بن عبد الله بن الحسين بن سعيد إبراهيم الأزدي، الأندلسي الأشبيلي، ج-1، ص:416، الناشر : مكتبة الرشد – السعودية ، الرياض، 1422هـ – 2001م)...(المعجم الأوسط ، أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني، ج- 4، ص: 336، الناشر: دار الحرمين – القاهرة)

نماز کی ادائیگی انسان کو حقیقت سے قریب کر دیتی ہے، جھوٹ اور دھوکے سے محفوظ کر دیتی ہے(یعنی دنیا کی چاہت سے دور اور قربِ الہیٰ سے قریب کر دیتی ہے)تو رب کی چاہت کی اتباع ہی انسان کی کامیابی ہے، ایمان کی تازگی ہے، عزت کی کثرت ہے اور دل کا سکون و اطمینان ہے۔اور یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ رب کی چاہت کی اتباع کا انعام صرف ایک زمانے، ایک علاقے یا پھر کچھ حدود تک نہیں ہو تا بلکہ وہ ربِ کائنات جو لا محدود ہے، اُس کا فضل، اُس کی رحمت، اُس کا کرم بھی لا محدود ہے۔یہ کسی عقل ،شعور، علم کے دائرے میں آ ہی نہیں سکتا۔جب بندہ اللہ سے تعلق کو قائم کر لے تو وہ سمجھ لے کے اُس نے سب کچھ حاصل کر لیا۔اُس کا ہر حاصل صرف اُس کی ذات کو ہی فائدہ نہیں پہنچائے گا بلکہ اُس سے وابستہ ہر شخص کو فائدہ پہنچے گا۔

نماز کی فضیلت و فرضیت

قرآن کے الفاظ کی روشنی میں نماز کی فضیلت و فرضیت کچھ اس طرح ذکر کی گئی ہے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ۔ (البقرة، 2 : 110)

”اور نماز قائم (کیا) کرو اور زکوٰۃ دیتے رہا کرو۔“

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (البقرة، 2 : 238)

”سب نمازوں کی محافظت کیا کرو اور بالخصوص درمیانی نماز کی، اور اللہ کے حضور سراپا ادب و نیاز بن کر قیام کیا کرو“

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ج فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ج اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا

(النساء، 4 : 103)

پھر (اے مسلمانو!) جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر (لیٹے ہر حال میں) یاد کرتے رہو، پھر جب تم (حالتِ خوف سے نکل کر) اطمینان پالو تو نماز کو (حسبِ دستور) قائم کرو۔ بے شک نماز مومنوں پر مقررہ وقت کے حساب سے فرض ہے۔

وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ط وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ (الأنعام، 6 : 72)

"اور یہ (بھی حکم ہوا ہے) کہ تم نماز قائم رکھو اور اس سے ڈرتے رہو اور وہی اللہ ہے جس کی طرف تم (سب) جمع کیے جاؤ گے o"

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ط اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ط ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ (هود، 11 : 114)

”اور آپ دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم کیجئے۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے۔“

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ وَ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ط اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کَانَ مَشۡہُوۡدًا (بنی إسرائیل، 17 : 78)

آپ سورج ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک (ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی) نماز قائم فرمایا کریں اور نمازِ فجر کا قرآن پڑھنا بھی (لازم کرلیں)، بے شک نمازِ فجر کے قرآن میں (فرشتوں کی) حاضری ہوتی ہے (اور حضوری بھی نصیب ہوتی ہے)۔

وَ اۡمُرۡ اَہۡلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَ اصۡطَبِرۡ عَلَیۡہَا ط لَا نَسۡـَٔلُکَ رِزۡقًا ط نَحۡنُ نَرۡزُقُکَ ط وَ الۡعَاقِبَۃُ لِلتَّقۡوٰی (طٰہٰ، 20 : 132)

اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم فرمائیں اور اس پر ثابت قدم رہیں، ہم آپ سے رزق طلب نہیں کرتے (بلکہ) ہم آپ کو رزق دیتے ہیں، اور بہتر انجام پرہیز گاری کا ہی ہے۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا ارۡکَعُوۡا وَ اسۡجُدُوۡا وَ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمۡ وَ افۡعَلُوا الۡخَیۡرَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (الحج، 22 : 77)

اے ایمان والو! تم رکوع کرتے رہو اور سجود کرتے رہو، اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو اور (دیگر) نیک کام کیے جاؤ تاکہ تم فلاح پا سکو۔

وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَلٰی صَلَوٰتِہِمۡ یُحَافِظُوۡنَ o اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡوٰرِثُوۡنَ o الَّذِیۡنَ یَرِثُوۡنَ الۡفِرۡدَوۡسَ ط ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ. (المؤمنون، 23 : 9-11)

اور جو اپنی نمازوں کی (مداومت کے ساتھ) حفاظت کرنے والے ہیںo یہی لوگ (جنت کے) وارث ہیںo یہ لوگ جنت کے سب سے اعلیٰ باغات (جہاں تمام نعمتوں، راحتوں اور قربِ الٰہی کی لذتوں کی کثرت ہو گی ان) کی وراثت (بھی) پائیں گے، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔(النور، 24 : 56)

اور تم نماز (کے نظام) کو قائم رکھو اور زکوٰۃ کی ادائیگی (کا انتظام) کرتے رہو اور رسول (ﷺ) کی (مکمل) اطاعت بجالائو تا کہ تم پر رحم فرمایا جائے (یعنی غلبہ و اقتدار، استحکام اور امن و حفاظت کی نعمتوں کو بر قرار رکھا جائے)

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ط اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔(العنکبوت، 29 : 45)

اور نماز قائم کیجئے، بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ o اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ o

(المعارج، 70 : 34، 35)

اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیںo یہی لوگ ہیں جو جنتوں میں معزّز و مکرّم ہوں گے۔

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔(المزمل، 73 : 20)

سو جتنا آسانی سے ہو سکے اُتنا (ہی) پڑھ لیا کرو، اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ کو قرضِ حسن دیا کرو۔

احادیثِ مبارکہ سے نماز کی اہمیت:

رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل سے نماز کی اہمیت کا طرح پتہ چلتا کہ حضور ﷺ خود بھی نماز کا بہت اہتمام کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ: تَعْبُدُ اللهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ، وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ. قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَزِيْدُ عَلَى هَذَا، فَلَمَّا وَلَّى، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.(18)

ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: (یا رسول اللہ!) مجھے ایسا عمل بتلائیں جس کے ذریعے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، فرض نماز کی پابندی کر، زکوٰۃ ادا کر اور رمضان المبارک کے روزے رکھ۔ وہ عرض کرنے لگا: مجھے اس ہستی کی قسم ہے جو میری جان کی مالک ہے! میں اس پر اضافہ نہیں کروں گا۔ جب وہ واپس مڑا تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنتی آدمی کو دیکھنا چاہتا ہو وہ اسے دیکھ لے۔ ”یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

---

(18) الصحيح بخاري ، كتاب : الزكاة، باب : وجوب الزكاة، ج 2 / ص506، حديث: 1333، صحيح مسلم ، كتاب : الإيمان، باب : بيان الإيمان الذي يدخل به الجنة وأن من تمسک بما أمر به دخل الجنة، ج1 / ص44، حديث: 14، وأحمد بن حنبل في المسند، ج2 /ص 342، حديث: 8496، والبيهقي في السنن الكبرى، ج 4 / ص83، حديث: 7029-

أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا مَا تَقُوْلُ: ذٰلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهٖ؟ قَالُوْا: لَا يُبْقِي مِنْ دَرَنِهٖ شَيْئًا. قَالَ: فَذٰلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.(19)

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: سوچو تو سہی اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ دفعہ نہائے تو کیا کہتے ہو کہ اس کے جسم پر میل کچیل باقی رہ جائے گا؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ ذرا بھی میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی پانچوں نمازوں کی مثال ہے کہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔" یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ. فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُوْلُوْنَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.(20)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات اور دن کے فرشتے تمہارے پاس باری باری آتے رہتے ہیں اور فجر اور عصر کی نماز کے وقت وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ جو فرشتے رات تمہارے پاس ٹھہرے تھے، اوپر چڑھ جاتے ہیں اور ان سے ان کا پروردگار پوچھتا ہے حالانکہ وہ انہیں (اپنے بندوں کو) خوب جانتا ہے، تم نے

---

(19) الصحيح بخاري، كتاب: مواقيت الصلاة، باب: الصلوات الخمس كفارة، ج1 / ص197، حديث: 505، الصحيح مسلم، كتاب: المساجد ومواضع الصلاة، باب: المشي إلى الصلاة تمحى به الخطايا وترفع به الدرجات، ج 1 /ص 462، حديث: 667، السنن ترمذي، كتاب: الأمثال، باب: مثل الصلوات الخمس، ج5 / ص151، حديث: 2868۔

(20) صحيح بخاري، كتاب: مواقيت الصلوة، باب: فضل صلاة العصر، ج1 /ص 203، حديث: 530، و الصحيح مسلم، كتاب: المساجد ومواضع الصلاة، باب: فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما، ج1 /ص 439، حديث: 632، و الصحيح ابن حبان، ج5 /ص 28، حديث: 1736، و المسند أحمد بن حنبل، ج 2 /ص 257، حديث: 743، والبيهقي في شعب الإيمان، ج 3 /ص 50، حديث: 2836۔

میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں: جب ہم ان کے پاس سے (رات کو) روانہ ہوئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ان کے پاس (صبح) پہنچے تو بھی نماز پڑھ رہے تھے۔" یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: اَلصَّلَاةُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ.(21)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازیں اور ایک جمعہ سے لے کر دوسرا جمعہ پڑھنا ان کے درمیان واقع ہونے والے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتا ہے، جب تک انسان گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کرے۔" اس حدیث کو امام مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ فَدَعَا بِطَهُوْرٍ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَا مِنَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوْبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَ هَا وَخُشُوْعَهَا وَرُكُوْعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيْرَةً وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَالْبَيْهَقِيُّ، وَالْبَزَّارُ.(22)

---

(21)الصحيح مسلم ، كتاب : الطهارة، باب : الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة ورمضان إلى رمضان مكفرات لما بينهن ما اجتنبت الكبائر، ج 1 / ص209، حديث : 233 * السنن لترمذي ، أبواب : الصلاة، باب : ما جاء في فضل الصلوات الخمس، ج 1 / ص418، حديث: 214، * ابن ماجه في السنن، كتاب : الطهارة وسننها، باب : تحت كل شعرة جنابة، ج 1 / ص196، حديث: 598۔

(22)الصحيح مسلم ، كتاب : الطهارة، باب : فضل الوضوء والصلاة عقبه، ج1 /ص 206، حديث: 228، المسند بزار ، ج 2 /ص 68، حديث: 411، السنن الكبرى، ج 2 /ص 290، حديث: 3397، السنن الصغرى، ج 1 /ص 495، حديث: 877، و المسند عبد بن حميد ، ج 1 /ص 49، حديث: 57، و المسند أبو عوانة ، ى 1 /ص 363، حديث: 1312۔

میرے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کے لیے پانی منگوایا، پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس مسلمان نے بھی فرض نماز کا وقت پایا، اچھی طرح وضو کیا، پھر خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ نماز اس کے پچھلے تمام گناہوں کا کفارہ بن جائے گی، جب تک کہ وہ کوئی کبیرہ گناہ نہ کرے اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

اس حدیث کو امام مسلم، بیہقی اور بزار نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما دونوں کا بیان ہے:

يَقُوْلَانِ : خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يومًا قَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ __ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ __ ثُمَّ أَكَبَّ، فَأَكَبَّ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا يَبْكِي لَا نَدْرِي عَلَى مَاذَا حَلَفَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فِي وَجْهِهِ الْبُشْرَى فَكَانَتْ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ ثُمَّ قَالَ : مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ وَيُخْرِجُ الزَّكَاةَ وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ السَّبْعَ إِلَّا فُتِّحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَقِيْلَ لَهُ : ادْخُلْ بِسَلَامٍ. رَوَاهُ النِّسَائِيُّ.(23)

ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: اس ہستی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (اس ہستی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس ہستی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!) تین دفعہ فرمانے کے بعد چہرہ اقدس کے بل جا گرے (یعنی سجدہ ریز ہو گئے)، ہم میں سے بھی ہر شخص

---

(23) السنن نسائي ، كتاب : الزكاة، باب : وجوب الزكاة، ج 5 /ص 8، حديث: 2438، و السنن الكبرى، ج 2 /ص 5، حديث: 2218، و الترغيب والترهيب، ج 1 / ص299، حديث: 1103، وابن رجب الحنبلي في جامع العلوم والحكم، ج 1 /ص 170۔

منہ کے بل گر کر رونے لگا۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ ﷺ نے حلف کیوں اُٹھایا۔ پھر آپ ﷺ نے سر انور اٹھایا تو آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر رونق تھی اور آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر خوشی کے آثار ہمیں سرخ اونٹوں سے بھی بڑھ کر پسندیدہ تھے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے: جو شخص پانچ نمازیں پڑھے، رمضان المبارک کے روزے رکھے، زکوٰۃ ادا کرے اور سات کبیرہ گناہوں سے بچا رہے، اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اسے کہا جائے گا باسلامت داخل ہو جاؤ۔" اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

قَالَ: كُنْتُ مَعَ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ تَحْتَ شَجَرَةٍ وَأَخَذَ مِنْهَا غُصْنًا يَابِسًا فَهَزَّهُ حَتَّى تَحَاتَّ وَرَقُهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا عُثْمَانَ، أَلَا تَسْأَلُنِي لِمَ أَفْعَلُ هَذَا؟ قُلْتُ: وَلِمَ تَفْعَلُهُ؟ فَقَالَ: هَكَذَا فَعَلَ بِي رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَأَخَذَ مِنْهَا غُصْنًا يَابِسًا فَهَزَّهُ حَتَّى تَحَاتَّ وَرَقُهُ، فَقَالَ: يَا سَلْمَانُ، أَلَا تَسْأَلُنِي لِمَ أَفْعَلُ هَذَا؟ قُلْتُ: وَلِمَ تَفْعَلُهُ؟ قَالَ: إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلَّى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، تَحَاتَتْ خَطَايَاهُ كَمَا يَتَحَاتُّ هَذَا الْوَرَقُ وَقَالَ تَعَالَى: {وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِيْنَ} [هود، 11: 114].(24)

---

(24) المسند أحمد بن حنبل ،ج 5 / ص437، حديث: 23758، و السنن دارمي ،ج 1 /ص 197، حديث: 719، والطبراني في المعجم الكبير،ج 6 /ص 257، حديث: 6151، و المسند بزار ،ج 6 /ص 477، حديث: 2508، و الترغيب والترهيب،ج 1 /ص 145، حديث: 534، و مجمع الزوائد، ج1 / ص297۔

میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ انہوں نے اس کی ایک خشک ٹہنی پکڑی اور اسے اس قدر ہلایا کہ اس کے تمام پتے گر گئے۔ پھر کہنے لگے: اے ابو عثمان! تم نے مجھ سے پوچھا کیوں نہیں کہ میں نے ایسے کیوں کیا؟ میں نے کہا: آپ نے ایسے کیوں کیا ہے؟ کہنے لگے: میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ آپ ﷺ نے اسی طرح اس کی ایک خشک ٹہنی پکڑی اور اسے ہلایا، یہاں تک کہ اس کے تمام پتے گر گئے۔ پھر فرمایا: اے سلمان! تم مجھ سے پوچھتے کیوں نہیں کہ میں نے ایسے کیوں کیا؟ میں نے عرض کیا: آپ نے ایسے کیوں کیا؟ آپ ﷺ فرمانے لگے: ایک مسلمان جب اچھی طرح وضو کرے اور پانچ نمازیں ادا کرے تو اس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے یہ پتے جھڑ رہے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اور دن کے دونوں سروں (یعنی صبح و شام کے اوقات میں) اور رات کی چند (پہلی) ساعات میں نماز پڑھا کرو، کچھ شک نہیں کہ نیکیاں سے برائیوں کو دور کر دیتی ہیں، یہ ان کے لئے نصیحت ہے جو نصیحت قبول کرنے والے ہیں۔" اس حدیث کو امام احمد، اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

نماز کے لئے اہتمام

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں بندگی کے اظہار کا بہتریں اہتمام یہ ہے کہ بندہ اپنی استطاعت کے مطابق زیب وزینت والا اچھا لباس پہن کر جائے۔ بعض لوگوں کے پاس استطاعت ہونے کے باوجود جب وہ نماز کے لئے جاتے ہیں تو وہی عام سے کپڑے پہن کر اور کبھی پھٹے پرانے کپڑے پہن کر نماز ادا کر لیتے ہیں تو اللہ رب العزت نے خود اس کا حکم دیا ہے۔

خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴿الأعراف: ۳۱﴾

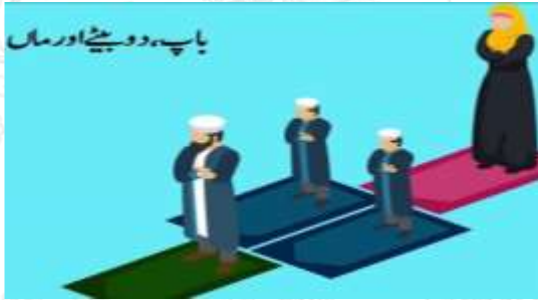
اللہ کے گھر میں جاؤں تو خوب زیب وزینت والا اچھا لباس پہن کر جاؤں۔

اپنی استطاعت کے مطابق اچھا لباس پہن کر خوشبوں لگا کر مسجد کی طرف نماز کی ادائیگی کے لئے جائے۔ یہ اہتمام کر کے نماز ادا کرنے میں بندہ خود ایک الگ اطمنان وسکون محسوس کرتا ہے اور رب کے کرم واحسانات کی بارش کا آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔

باجماعت نماز

باجماعت نماز کی فضیلت بہت زیادہ ہے حتی کہ اگر دو آدمی بھی ہوں تو جماعت قائم کی جائے، اُن میں ایک امام بنے اور دوسرا مقتدی بن جائے۔

جیسا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:



إِثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ.[25]

"دو یا دو کے اوپر جماعت ہے۔"

باجماعت نماز کی فضیلت کے حوالے سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند احادیث درج ذیل ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً[26]

"باجماعت نماز ادا کرنا تنہا نماز ادا کرنے پر ستائیس درجے فضیلت رکھتا ہے"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب آدمی اچھی طرح وضو کر کے مسجد کی طرف جاتا ہے اور اس طرح جاتا ہے کہ نماز کے سوا کوئی دوسری چیز اسے نہیں لے جاتی تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے اس کے ذریعے اس کا ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور ایک

---

(25)(سنن ابن ماجة، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، : 522، حديث: 972،باب الاثنان جماعة،)

(26)(صحيح بخاری، كتاب الأذان، 1: 231، حديث: 219، باب فضل صلاة الجماعة)

گناہ (کا بوجھ) ہلکا کیا جاتا ہے پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس پر اس وقت تک سلامتی بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ باوضو رہتا ہے اور اس کے لیے یہ دعا کرتے ہیں: اے اللہ! اس پر سلامتی بھیج، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ تم میں سے ہر ایک جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔[27]

3. حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جو اللہ کے لیے چالیس دن نماز باجماعت ادا کرے اور تکبیر اولیٰ پائے اس کے لیے دو آزادیاں لکھ دی جائیں گی ایک دوزخ سے دوسری نفاق سے“۔[28]

4. حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جس کو یہ پسند ہو کہ وہ حالت اسلام میں کل (قیامت کے دن) اللہ تعالی سے کامل مومن کی حیثیت سے ملاقات کرے، اسے چاہئے کہ جس جگہ اذان دی جاتی ہے وہاں ان نمازوں کی حفاظت کرے (یعنی وہ نمازِ پنجگانہ باجماعت ادا کرے).

پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اگر تم منافقوں کی طرح بلاعذر مسجدوں کو چھوڑ کر اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگوگے تو اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ بیٹھوگے اور اگر اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دوگے تو گمراہ ہو جاؤگے۔“[29]

(27)(صحیح بخاری کتاب الجماعة والإمامة، 1:232، حدیث:220، باب فضل صلاة الجماعة،)

(28)(سنن ترمذی ابواب الصلاة، 1:281، حدیث:241، باب في فضل التكبيرة الاولى،)

(29)(صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، 1:452، حدیث:254، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى)

جان بوجھ کر نماز باجماعت ادا نہ کرنے کے متعلق وعید

بغیر عذر شرعی باجماعت نماز نہ پڑھنے کو منافقت کی نشانی قرار دیا گیا ہے اور ایسے لوگوں کے لیے سخت وعید ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً فَيَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَو يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ: أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا، أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ، لَشَهِدَ الْعِشَاءَ(30)

"حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں تو وہ اکٹھی کی جائیں، پھر نماز کا حکم دوں تو اس کے لیے اذان کہی جائے۔ پھر ایک آدمی کو حکم دوں کہ لوگوں کی امامت کرے پھر ایسے لوگوں کی طرف نکل جاؤں (جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے) اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر ان میں سے کوئی جانتا کہ اسے موٹی ہڈی یا دو عمدہ کھریاں ملیں گی تو ضرور نماز عشاء میں شامل ہوتا۔

نماز باجماعت ادا کرنے کی حکمتیں جو مختلف مکتوبات میں اصلاحی اور تعمیری علامہ نے ذکر کیں ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَقَالَ: مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ

---

(30)(صحیح بخاری کتاب الجماعة والإمامة، 1: 231، حدیث: 218، باب وجوب صلاة الجماعة)

نُوْرًا وَلَا نَجَاةً وَلَا بُرْهَانًا وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ.[31]

ایک دن حضور نبی اکرم ﷺ نے نماز کا ذکر کیا اور فرمایا: جو شخص اس کی حفاظت کرے گا، یہ اس کے لئے قیامت کے دن نور، برھان اور آگ سے نجات کا باعث ہو گی اور جس نے اس کا خیال نہ کیا، اس کے لئے نہ کوئی نور ہو گا، نہ نجات اور نہ ہی برہان، بلکہ وہ بروز قیامت قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔

اس حدیث کو امام دارمی، احمد بن حنبل نے اسناد صحیح کے ساتھ اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

ایک حدیثِ مبارکہ میں اس طرح ذکر ہے:

اَلصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّيْنِ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ هَدَمَ الدِّيْنَ[32]

نماز دین کا ستون ہے، جس نے اس کو ترک کیا پس اس نے پورے دین کو منہدم کیا۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے نماز کو دین کا مرکزی ستون قرار دیا ہے۔ جس طرح کوئی عمارت بغیر ستون کے قائم نہیں رہ سکتی اسی طرح دین کی عمارت اقامتِ صلوٰۃ کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی. دین کی عمارت کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ بندہ نماز قائم کرے۔

اِس کے علاوہ کثیر احادیثِ مبارکہ میں فضیلتِ نماز بیان کی گئی ہے اور نماز ادا نہ کرنے پر وعید آئی ہے۔ نیز نماز کی جملہ تفصیلات بھی ہمیں احادیث مبارکہ میں ہی ملتی ہیں۔

---

(31)السنن دارمي ، كتاب : الرقاق، باب : في المحافظة على الصلاة،ج 2 / ص390، حديث: 2721، و الصحيح ابن حبان ،ج 4 /ص 329، حديث: 1467، و المسند أحمد بن حنبل ،ج 2 /ص 169،حديث: 6576، والهيثمي في موارد الظمآن،ج 1 /ص 87، حديث: 254، و المسند عبد بن حميد في ،ج 1 /ص 139، حديث: 353۔

(32)(عجلونی، کشف الخفاء، 2: 40)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَلَى الْعِبَادِ فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ.(33)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جو شخص انہیں ادا کرے اور حقیر سمجھ کر ان میں سے کسی کو ضائع نہ کرے، اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ وعدہ ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو انہیں ادا نہ کرے، اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ وعدہ نہیں ہے، چاہے گا تو اسے عذاب سے دوچار کرے گا اور چاہے تو اسے جنت میں داخل کر دے گا۔'' اس حدیث کو امام ابو داود اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

نماز کو جہاں افضل ترین عبادت قرار دیا گیا ہے وہیں ترکِ نماز سب سے بڑا گناہ بھی ہے۔ جس طرح نماز انسان کو نیکی اور سعادت کی بلندیوں پر لے جاتی ہے اسی طرح ترکِ نماز سے ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ(الروم، 30: 31)

''اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے مت ہو جاؤ''.

---

(33) السنن أبو داود ، كتاب : الوتر، باب : فيمن لم يوتر، ج **2** /ص **62**، حديث: **1420**، والمسند أحمد بن حنبل ، ج **5** /ص **315**، حديث: **22745**، و الصحيح ابن حبان ، ج **5** / ص**23**، حديث: **1732**، و السنن دارمي ، ج **1** / ص**446**، حديث: **1577**.

یہ وعید سن کر ہر تارکِ صلوٰۃ کو لرز جانا چاہیے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ہی کو مسلمان اور کافر کے درمیان حدِ فاصل قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَقَدْ كَفَر(34)

''جس نے (جان بوجھ) کر نماز ترک کی اس نے (گویا) کفر کیا۔''

نماز کسی حال میں بھی معاف نہیں ہے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا اس کو ترک کرنے سے بچنا ہم سب کے لئے ضروری ہے۔

---

(34)(صحیح ابن حبان،4:323، حدیث:1423)

نمازِ پنج گانہ مسجد میں باجماعت ادا کرنے کی درج ذیل حکمتیں ہیں

نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنے سے وقت کی پابندی ہوتی ہے جس سے انسان کامیاب ہو سکتا ہے اور تمام کام وقت پر ادا کر سکتا ہے۔

مسلمانوں کو دن میں پانچ مرتبہ یکجا ہونے کے مواقع میسر آتے ہیں۔ اس طرح انہیں اہلِ محلہ کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ کون کس حال میں ہے قرب و جوار میں کوئی ایسا تو نہیں جو پریشان و تنگدست ہے یا بیمار ہے۔

باجماعت نماز کی ادائیگی قرب و موانست اور محبت کے رشتے کو مضبوط و مستحکم بنانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کی خوشی غمی اور دکھ سکھ میں شریک ہو کر ایک صحت مند، خوشحال اور فعال معاشرے کی تعمیر ممکن ہے۔

باجماعت نماز سے اطاعتِ امیر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے:

معاشرے کے اندر وحدت و یگانگت کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔

عملاً مساوات کا مظاہرہ ہوتا ہے۔

اتحاد، نظم اور یقین محکم کا درس ملتا اور تربیت ہوتی ہے۔

نیکیوں میں سبقت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہونے سے غرور و تکبر کے بت ٹوٹتے ہیں۔

یہ وہ عادات ہیں جن سے کوئی بھی مسلمان اپنے نماز کو قائم رکھنے کے درجہ تک لے جا سکتا ہے اور پھر ہم سب اللہ کے کرم کے متمنی ہیں۔ نماز کی باجماعت کی ادائیگی انفرادی نماز سے بدرجہ اوّلیٰ بہتر اور افضلیت کا حامل ہے، علماء و قائدین کو نماز کی حفاظت و نگرانی کرنے کے لیے کس قدر مستعد اور محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ حدیث کے مطابق جو لوگ جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے ہیں اور ان کو وقت

پر ادانہ کرنے کی وجہ سے ضائع کر دیتے ہیں تو ان کے لیے بہت ہی سخت وعید آئی ہے۔ حدیث اس طرح آئی ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ لِیُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلَاۃِ فَیُؤَذَّنَ لَھَا، ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلاً فَیَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰی رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَیْھِمْ بُیُوْتَھُمْ [35]۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے ارادہ کیا کہ حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کی جائیں، پھر نماز کا حکم دوں کہ اس کے لیے اذان دی جائے، پھر کسی آدمی سے کہوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے، اور میں ان لوگوں کی طرف جاؤں (جو نماز باجماعت میں شریک نہیں ہوتے) اور پھر میں انہیں ان کے گھروں سمیت جلادوں“۔

تکبیر اولیٰ کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی کے حوالے سے ایک اہم حدیث اس طرح آئی ہے۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فِیْ جَمَاعَۃٍ یُدْرِكُ التَّكْبِیْرَۃَ الْاُوْلٰی كُتِبَتْ لَہٗ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَۃٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَۃٌ مِنَ النِّفَاقِ۔ [36]

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص چالیس دن تک خالص اللہ کے لیے باجماعت نماز تکبیر اولیٰ کے ساتھ پڑھے تو اس کے لیے دو پروانے ملتے ہیں ایک دوزخ کی آگ سے نجات کا اور دوسرا نفاق سے بری ہونے کا“۔

---

(35)(البخاری، کتاب الاذان حدیث نمبر 644/مسلم کتاب المساجد، حدیث نمبر 651)

(36)(الترمذی، ابواب الصلاۃ، حدیث نمبر 241، اسنادہ صحیح)

آپ تصور کر سکتے ہیں کہ جماعت سے نماز ادائیگی کتنی اہمیت رکھتی ہے۔

فرض نماز کی نیت:

جس وقت کی نماز اور جتنی رکعات ہوں، نیت میں ان کا ذکر کیا جائے۔ مثال کے طور پر ظہر کے فرضوں کی نیت یوں کی جائے گی:

میں نیت کرتا / کرتی ہوں چار رکعت فرض نماز ظہر کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، منہ طرف کعبہ شریف کے۔

اگر امام کے پیچھے ہوں تو پھر کہا جائے: 'پیچھے اس امام کے۔' اس کے بعد تکبیرِ تحریمہ یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہاتھ باندھ لے۔

سنت نماز کی نیت

میں نیت کرتا / کرتی ہوں ... رکعت سنت نماز ... کی، واسطے اللہ تعالی کے، منہ طرف کعبہ شریف کے، اَللّٰہُ اَکْبَرَ۔

واجب نماز کی نیت

میں نیت کرتا / کرتی ہوں تین رکعت وتر واجب نماز عشاء کی، واسطے اللہ تعالی کے، منہ طرف کعبہ شریف کے، اَللّٰہُ اَکْبَرَ۔

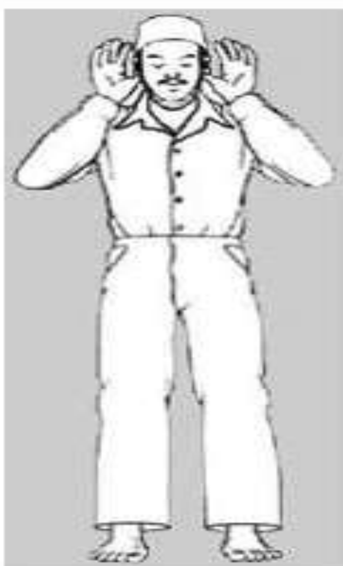
نفل نماز کی نیت

میں نیت کرتا / کرتی ہوں ... رکعت نفل نماز ... کی، واسطے اللہ تعالی کے، منہ طرف کعبہ شریف کے، اَللّٰہ اَکْبَرَ۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

نماز پڑھنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ نمازی کا بدن، کپڑے اور نماز کی جگہ پاک ہو اور نماز کا وقت ہو گیا ہو۔ پھر باوُضو قبلہ کی طرف منہ کر کے دونوں پاؤں کے درمیان کم از کم چار انگلیاں اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت کا فاصلہ کر کے کھڑا ہو۔ جو نماز پڑھنی ہے اس کا دل سے ارادہ کرے اور زبان سے کہنا مستحب ہے۔

پھر دونوں ہاتھ اپنے کانوں کی لو تک لے جائے اس طرح کہ ہتھیلیاں قبلہ رُخ ہوں اور انگلیاں نہ کھلی ہوئی ہوں نہ ملی ہوئی بلکہ اپنی نارمل حالت میں ہوں۔ اَللہُ اَکبَرُ کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے باندھ لے۔



اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اس طرح کہ داہنی ہتھیلی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تین انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر اور انگوٹھا اور چھنگلیاں کلائی کے اغل بغل ہوں اور نظر سجدہ کی جگہ پر رہے اور ثناء پڑھے۔



ثناء

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالٰى جَدُّكَ، وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ.

اے اللہ! ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں، تیری تعریف کرتے ہیں، تیرا نام بہت برکت والا ہے، تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے تو ثناء پڑھ کر خاموش ہو جائے اور اگر تنہا ہو تو ثناء کے بعد تعوذ، تسمیہ اور سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورۃ ملا کر پڑھے۔



تعوذ و تسمیہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا / مانگتی ہوں"۔

"اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے"۔

سورة الفاتحہ



اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝١ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝٢

مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ۝٣ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ۝٤

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝٥ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ

عَلَيۡهِمۡ ۙ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ۝٧

"سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کی پرورش فرمانے والا ہے o نہایت مہربان بہت رحم فرمانے والا ہے o روزِ جزا کا مالک ہے o (اے اللہ!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں o ہمیں سیدھا راستہ دکھا o ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا o ان لوگوں کا نہیں جن پر غضب کیا گیا ہے اور نہ (ہی) گمراہوں کا"۔

سورۃ الفاتحہ پڑھنے کے بعد امام اور مقتدی دونوں آہستہ آواز سے کہیں: آمین.

اس کے بعد کوئی سی چھوٹی سورت یا کم از کم تین آیات پڑھی جائیں۔

سورۃ العصر

وَالۡعَصۡرِ o اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِيۡ خُسۡرٍ o اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ

"زمانہ کی قَسم (جس کی گردش انسانی حالات پر گواہ ہے) o بے شک انسان خسارے

میں ہے (کہ وہ عمرِ عزیز گنوا رہا ہے) o سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لے آئے اور
نیک عمل کرتے رہے اور (معاشرے میں) ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے
اور (تبلیغِ حق کے نتیجے میں پیش آمدہ مصائب و آلام میں) باہم صبر کی تاکید کرتے رہے"۔

سورۃ الکوثر

إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ o فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنْحَرْ o
إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ ٱلْأَبْتَرُ

"بے شک ہم نے آپ کو (ہر خیر و فضیلت میں) بے انتہا کثرت بخشی ہے،
پس آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھا کریں اور قربانی دیا کریں (یہ ہدیۂ تشکرّ ہے)۔
بے شک آپ کا دشمن ہی بے نسل اور بے نام و نشاں ہوگا"۔

سورۃ الکافرون

قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ o لَآ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ o
وَلَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ o وَلَآ أَنَا۠ عَابِدٌ مَّا
عَبَدتُّمْ o وَلَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ أَعْبُدُ o
لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ

آپ فرما دیجیے: اے کافرو! میں ان (بتوں) کی عبادت نہیں کرتا
جنہیں تم پوجتے ہو o اور نہ تم اس (رب) کی عبادت کرنے والے ہو

جس کی میں عبادت کرتا ہوں o اور نہ (ہی) میں (آئندہ کبھی)

ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن (بتوں) کی تم پرستش کرتے ہو o

اور نہ (ہی) تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس (رب) کی میں

عبادت کرتا ہوں o (سو) تمہارا دین تمہارے لیے اور میرا دین میرے

لیے ہے"۔



سورۃ الاخلاص

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o اَللّٰهُ الصَّمَدُ o لَمۡ يَلِدۡ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ o

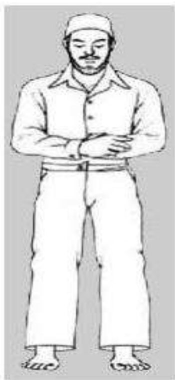
وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ o

"(اے نبیِ مکرّم!) آپ ﷺ فرما دیجئے: وہ اللہ ہے جو یکتا ہے o اللہ سب سے بے نیاز،

سب کی پناہ اور سب پر فائق ہے o نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ ہی وہ پیدا کیا گیا

ہے o اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے"۔

پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے رکوع میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھ کی انگلیوں سے مضبوط پکڑ لے اور اتنا جھکے کہ سر اور کمر برابر ہو جائے اور کم سے کم تین بار کہے :







تسبیح رکوع

سُبۡحَانَ رَبِّيَ الۡعَظِيۡمِ

"پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا"۔

اگر جماعت ہو تو پھر رکوع سے اٹھتے ہوئے صرف امام تسمیع کہے:

تسمیع

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ

"اللہ تعالیٰ نے اس بندے کی بات سن لی جس نے اس کی تعریف کی"

قومہ

پھر دونوں ہاتھ چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہو جائے اور مقتدی تحمید کہے"۔

تحمید

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

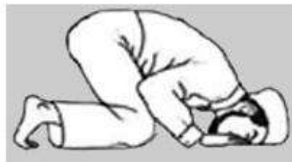
"اے ہمارے پروردگار! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں"۔

تنہا نماز پڑھنے والا اور جماعت سے پڑھنے والا دونوں تحمید کہیں گے۔

پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدہ میں جائے اس طرح کہ پہلے گھٹنے پھر دونوں ہاتھ زمین پر رکھے، پھر ناک اور پھر پیشانی خوب جمائے اور چہرہ دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھے اور مرد بازوؤں کو کروٹوں سے اور پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے اور کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی ہوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پیٹ قبلہ رُوز مین پر جمے ہوئے ہوں۔







اَللّٰهُ اَكْبَرُ

(While going to sajdah, say this)

اور کم سے کم تین بار پڑھے:

سجدہ کی تسبیح

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی

پاک ہے میرا پروردگار جو بلند تر ہے۔



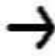
سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی

(3 times)

جلسہ

پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدہ سے اس طرح اٹھے کہ پہلے پیشانی پھر ناک، پھر ہاتھ اٹھیں اور بایاں قدم بچھا کر اس پر بیٹھے اور داہنا قدم کھڑا کر کے رکھے۔ اس کی انگلیاں قبلہ رُو ہوں اور ہاتھ رانوں پر گھٹنوں کے قریب کہ ان کی انگلیاں بھی قبلہ رُخ ہوں۔







اَللّٰہُ اَکْبَرُ

(While going to Jalsa , say this)

دوسرا سجدہ

اسی طرح جلسہ سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا دوسرا سجدہ کرے اور پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔



سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی

(3 times)

قیام

تسمیہ، فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھ کر اسی طرح رکوع و سجود کرے لیکن امام کے پیچھے مقتدی تسمیہ، فاتحہ اور سورۃ نہیں پڑھے گا بلکہ خاموش کھڑا رہے گا۔

قعدہ



دوسری رکعت کے دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر اس طرح بیٹھ جائے جس طرح دو سجدوں کے درمیان بیٹھا تھا۔ پھر بیٹھ کر تشہد پڑھے۔

تشہد

اَلتَّحِيَاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.

"تمام قولی، فعلی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

جب تشہد میں کلمہ لَا پر پہنچے تو داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور چھنگلی اور اس کے پاس والی انگلی کو ہتھیلی سے ملادے اور لفظ لَا پر شہادت کی انگلی اٹھائے اور اِلَّا پر گرادے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کردے۔ اگر دو رکعت والی نماز ہے تو اس تشہد کے بعد درود ابراہیمی اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دے۔

دو یا چار رکعات نماز کا طریقہ

اگر چار رکعت والی نماز ہے تو تشہد کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر کھڑا ہو جائے اور دونوں رکعتوں میں اگر فرض ہوں تو صرف تسمیہ اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر رکوع و سجود کرے اور اگر سنت و نفل ہوں تو سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورۃ بھی پڑھے لیکن امام کے پیچھے مقتدی تسمیہ اور فاتحہ نہیں پڑھے گا بلکہ خاموش کھڑا رہے گا۔ پھر چار رکعتیں پوری کر کے بیٹھ جائے اور تشہد، درودِ ابراہیمی اور دعا پڑھے اور سلام پھیر دے۔

درودِ ابراہیمی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اے اللہ! رحمتیں نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آل پر، جس طرح تو نے رحمتیں نازل کیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر، بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! تو برکتیں نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آل پر، جس طرح تو نے برکتیں نازل فرمائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر، بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔

دعاءِ ماثورہ

درود ابراہیمی کے بعد یہ دعا پڑھیں

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ. رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ.

اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم رکھنے والا بنا دے، اے ہمارے رب! اور تو میری دعا قبول فرما لے ο اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو (بخش دے) اور دیگر سب مومنوں کو بھی، جس دن حساب قائم ہو گا۔

اگر چاہے تو قرآن و حدیث میں مذکور کوئی اور دعا بھی پڑھ سکتا ہے، مثلاً:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ.

"اے اللہ! بیشک میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں۔ سو (اپنی خاص بخشش سے) مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔"

پھر نماز ختم کرنے کے لیے پہلے دائیں اور پھر بائیں طرف منہ کر کے سلام کہے۔





سلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ

"تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔"

داہنی طرف کے سلام میں داہنی طرف کے فرشتوں اور نمازیوں کی نیت کرے کہ میں ان کو سلام کہہ رہا ہوں اور بائیں طرف کے سلام میں بائیں طرف کے فرشتوں اور نمازیوں کی نیت کرے اور جس طرف امام ہو اس طرف کے سلام میں امام کی نیت بھی کرے۔ اسی طرح امام بھی دونوں طرف کے سلاموں میں فرشتوں اور مقتدیوں کی نیت کرے. جب تنہا ہو تو دونوں طرف کے فرشتوں کی نیت کرے۔

مرد اور عورت کی نماز میں فرق

مرد اور عورت کی جسمانی ساخت میں جو فرق پایا جاتا ہے، شریعت کی رُو سے شرعی اَحکام و مسائل میں بھی اس کا پاس و لحاظ رکھا گیا ہے۔ طہارت کے مسائل ہوں یا حج کے، روزہ کے مسائل ہوں یا زکوٰۃ کے، عورت کے عورت ہونے کا کسی نہ کسی حکم سے اِظہار ہو جاتا ہے جس طرح نمازِ جمعہ و عیدین مردوں پر فرض ہے عورتوں پر نہیں۔

اِسی طرح نماز جیسی افضل عبادت میں بھی بعض مخصوص مواقع پر عورت کا طریقۂ نماز مرد سے مختلف رکھا گیا تا کہ عورت کے پردہ کا لحاظ رکھا جائے۔ اس کے اعضائے نسوانی کا اعلان و اظہار نہ ہو مثلاً عورت نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کندھے تک اٹھاتی ہے جبکہ مرد کانوں کی لو تک، مردوں کو سجدہ میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنے کا حکم ہے۔ جبکہ عورت کو سمٹ کر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی دونوں رانوں سے چپکائے. مرد اور عورت کی نماز میں یہ بنیادی فرق (پردہ) کے اعتبار سے ہے۔

دُعائے قنوت

نمازِ عشاء کے تین وتروں کی آخری رکعت میں قیام کے دوران میں سورۃ فاتحہ اور دوسری کوئی سورۃ پڑھنے کے بعد درج ذیل دعائے قنوت پڑھی جائے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْكَ، وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ، وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَفْجُرُكَ، اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ، وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ، وَنَخْشٰی عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ.

"اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تجھ سے بخشش چاہتے ہیں، تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں، ہم تیری اچھی تعریف کرتے ہیں، تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے، اور جو تیری نافرمانی کرے اُس سے مکمل طور پر علیحدگی اختیار کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تیرے لیے ہی نماز پڑھتے، تجھے ہی سجدہ کرتے ہیں۔ تیری ہی طرف دوڑتے اور حاضری دیتے ہیں، ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب کافروں کو ہی پہنچنے والا ہے۔"

اگر کسی کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ دعا یاد کرے اور جب تک دعائے قنوت یاد نہ ہو تو اس کی جگہ یہ دعا پڑھ لے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار

(البقرۃ،2:201)

"اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور آخرت میں (بھی) بھلائی سے نواز اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ"۔

اور اگر یہ دعا بھی نہ یاد ہو تو تین مرتبہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا پڑھ لے۔ اگر نمازی دعائے قنوت پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں چلا جائے تو واپس نہ لوٹے بلکہ سجدۂ سہو کرے۔

نماز کے شرائط، واجبات، فرض، سنت، مستحبات

پوری نماز پڑھنے کا طریقہ جو قبل بیان ہوا ہے اس میں کچھ نماز کی شرائط، کچھ فرائض، کچھ واجبات اور کچھ سنن و مستحبات ہیں۔ نمازی کو چاہیے کہ انہیں الگ الگ یاد رکھے تاکہ نماز میں کسی قسم کا نقص واقع نہ ہو۔

شرائطِ نماز:

نماز کی چھ شرطیں ہیں:

طہارت یعنی نمازی کا بدن اور کپڑے پاک ہوں۔

نماز کی جگہ پاک ہو۔

ستر عورت یعنی بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے وہ چھپا ہوا ہو۔ مرد کے لیے ستر ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے اور عورت کے لیے ہاتھوں، پاؤں اور چہرہ کے علاوہ سارا بدن ستر ہے۔

استقبالِ قبلہ یعنی منہ اور سینہ قبلہ کی طرف ہو۔

وقت یعنی نماز کا اپنے وقت پر پڑھنا۔

نیت کرنا. دل کے پکے ارادہ کا نام نیت ہے اگرچہ زبان سے کہنا مستحب ہے۔

نماز شروع کرنے سے پہلے ان شرطوں کا ہونا ضروری ہے ورنہ نماز نہیں ہو گی.

فرائضِ نماز:

نماز کے سات فرائض ہیں:

تکبیرِ تحریمہ یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔

قیام یعنی سیدھا کھڑے ہو کر نماز پڑھنا۔ فرض، وتر، واجب اور سنت نماز میں قیام فرض ہے، بلا عذرِ صحیح اگر یہ نمازیں بیٹھ کر پڑھے گا تو ادا نہیں ہوں گی. نفل نماز میں قیام فرض نہیں۔

قرآت یعنی مطلقاً ایک آیت پڑھنا۔ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور سنت وتر و نوافل کی ہر رکعت میں فرض ہے جب کہ مقتدی کسی نماز میں قرآت نہیں کرے گا۔

رکوع کرنا۔

سجدہ کرنا۔

قعدۂ اخیرہ یعنی نماز پوری کر کے آخر میں بیٹھنا۔

خروج بصنعہٖ یعنی دونوں طرف سلام پھیرنا۔

اِن فرضوں میں سے ایک بھی رہ جائے تو نماز نہیں ہوتی اگرچہ سجدۂ سہو کیا جائے۔

واجباتِ نماز:

نماز میں درج ذیل چودہ امور واجبات میں سے ہیں:

فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں قرآت کرنا(یعنی تنہا نماز پڑھنے والے یا باجماعت نماز میں اِمام کے لیے).

فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا۔

فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں اور واجب، سنت اور نفل نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات پڑھنا۔

سورہ فاتحہ کو کسی اور سورت سے پہلے پڑھنا۔

قرآت، رکوع، سجدوں اور رکعتوں میں ترتیب قائم رکھنا۔

قومہ کرنا یعنی رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا۔

جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھ جانا۔

تعدیلِ ارکان یعنی رکوع، سجدہ وغیرہ کو اطمینان سے اچھی طرح ادا کرنا۔

قعدۂ اُولیٰ یعنی تین، چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد تشہد کے برابر بیٹھنا۔

دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا۔

امام کا نمازِ فجر، مغرب، عشاء، عیدین، تراویح اور رمضان المبارک کے وتروں میں بلند آواز سے قرآت کرنا اور ظہر و عصر کی نماز میں آہستہ پڑھنا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ کے ساتھ نماز ختم کرنا۔

نمازِ وتر میں قنوت کے لیے تکبیر کہنا اور دعائے قنوت پڑھنا۔

عیدین کی نمازوں میں زائد تکبیریں کہنا۔

نماز کے واجبات میں سے اگر کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز درست ہو جائے گی. سجدۂ سہو نہ کرنے اور قصداً ترک کرنے سے نماز کا لوٹانا واجب ہے۔

سننِ نماز:

جو چیزیں نماز میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں لیکن ان کی تاکید فرض اور واجب کے برابر نہیں سنن کہلاتی ہیں۔ نماز میں درج ذیل سنن ہیں:

تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا۔

دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو معمول کے مطابق کھلی اور قبلہ رخ رکھنا۔

تکبیر کہتے وقت سر کو نہ جھکانا۔

امام کا تکبیر تحریمہ اور ایک رکن سے دوسرے رکن میں جانے کی تمام تکبیریں بلند آواز سے کہنا۔

سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھنا۔

ثناء پڑھنا۔

تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھنا۔

تسمیہ یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا۔

فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنا۔

آمین کہنا

ثنا، تعوذ، تسمیہ اور آمین سب کا آہستہ پڑھنا۔

سنت کے مطابق قرآت کرنا یعنی نماز میں جس قدر قرآنِ مجید پڑھنا سنت ہے اتنا پڑھنا۔

رکوع اور سجدے میں تین تین بار تسبیح پڑھنا۔

رکوع میں سر اور پیٹھ کو ایک سیدھ میں برابر رکھنا اور دونوں ہاتھوں کی کھلی انگلیوں سے گھٹنوں کو پکڑ لینا۔

قومہ میں امام کا تسمیع یعنی سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور مقتدی کا تحمید رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنا اور منفرد کا تسمیع اور تحمید دونوں کہنا۔

سجدے میں جاتے وقت پہلے دونوں گھٹنے، پھر دونوں ہاتھ، پھر ناک، پھر پیشانی رکھنا اور اٹھتے وقت اس کے برعکس عمل کرنا یعنی پہلے پیشانی، پھر ناک، پھر ہاتھ اور اس کے بعد گھٹنے اٹھانا۔

جلسہ اور قعدہ میں بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا اور سیدھے پاؤں کو اس طرح کھڑا رکھنا کہ اس کی انگلیوں کے سرے قبلہ رخ ہوں اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا۔

تشہد میں "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ پر شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا اور اِلَّا اللّٰہُ پر انگلی گرا دینا۔

قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درودِ ابراہیمی پڑھنا۔

درودِ ابراہیمی کے بعد دعا پڑھنا۔

پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام پھیرنا۔

ان سنتوں میں سے اگر کوئی سنت سہواً رہ جائے یا قصداً ترک کی جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی اور نہ ہی سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے لیکن قصداً چھوڑنے والا گنہگار ہوتا ہے۔

مستحباتِ نماز:

نماز میں درج ذیل اُمور بجالانا مستحب ہے:

قیام میں سجدہ کی جگہ نگاہ رکھنا۔

رکوع میں قدموں پر نظر رکھنا۔

سجدہ میں ناک کی نوک پر نظر رکھنا۔

قعدہ میں گود پر نظر رکھنا۔

سلام پھیرتے وقت دائیں اور بائیں جانب کے کندھے پر نظر رکھنا۔

جمائی کو آنے سے روکنا، نہ رکے تو حالتِ قیام میں دائیں ہاتھ سے منہ ڈھانک لیں اور دوسری حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پیٹھ سے۔

مرد تکبیر تحریمہ کے لیے کپڑے سے ہاتھ باہر نکالیں اور عورتیں اندر رکھیں۔

کھانسی روکنے کی کوشش کرنا۔

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ پر امام و مقتدی کا کھڑے ہونا۔

حالتِ قیام میں دونوں پاؤں کے درمیان کم از کم چار انگلیوں کا فاصلہ ہو۔

مفسداتِ نماز:

بعض اعمال کی وجہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اسے لوٹانا ضروری ہو جاتا ہے، انہیں مفسداتِ نماز کہتے ہیں۔ نماز کو فاسد بنانے والے اعمال درج ذیل ہیں:

نماز میں بات چیت کرنا۔

سلام کرنا۔

سلام کا جواب دینا۔

درد اور مصیبت کی وجہ سے آہ و بکا کرنا یا اُف کہنا (لیکن جنت و دوزخ کے ذکر پر رونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی).

چھینک آنے پر اَلْحَمْدُلِلّٰه کہنا۔

کسی کی چھینک پر یَرْحَمُكَ اللّٰه یا کسی کے جواب میں یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ کہنا۔

بری خبر پر اِنَّالِلّٰه وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا۔

اچھی خبر پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا۔

دیکھ کر قرآن پڑھنا۔

کھانا پینا۔

عملِ کثیر یعنی ایسا کام کرنا کہ دیکھنے والا یہ گمان کرے کہ وہ نماز میں نہیں ہے۔

نمازی کا اپنے امام کے سوا کسی اور کو لقمہ دینا۔

قہقہہ کے ساتھ ہنسنا۔

مکروہاتِ نماز:

بعض امور کی وجہ سے نماز ناقص ہو جاتی ہے یعنی نمازی اَصل اَجر و ثواب اور کمال سے محروم رہتا ہے، انہیں مکروہات کہتے ہیں۔ ان سے اِجتناب کرنا چاہیے۔ نماز کو مکروہ بنانے والے امور درج ذیل ہیں:

ہر ایسا کام جو نماز میں اللہ کی طرف سے توجہ ہٹا دے مکروہ ہے۔

داڑھی، بدن یا کپڑوں سے کھیلنا۔

اِدھر اُدھر منہ پھیر کر دیکھنا۔

آسمان کی طرف دیکھنا۔

کمر یا کولہے وغیرہ پر ہاتھ رکھنا۔

کپڑا سمیٹنا۔

سَدْلِ ثوب یعنی کپڑا لٹکانا مثلاً سر یا کندھوں پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں۔

آستین آدھی کلائی سے زیادہ چڑھی ہوئی رکھنا۔

انگلیاں چٹخانا۔

بول و براز (پاخانہ / پیشاب) یا ہوا کے غلبے کے وقت نماز ادا کرنا۔ اگر دورانِ نماز میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے اور وقت میں بھی گنجائش ہو تو نماز توڑ دینا واجب ہے۔

قعدہ یا سجدوں کے درمیان جلسہ میں گھٹنوں کو سینے سے لگانا۔

بلا وجہ کھنکارنا۔

ناک و منہ کو چھپانا۔

جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اس کو پہن کر نماز پڑھنا۔

کسی کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا۔

پگڑی یا عمامہ اس طرح باندھنا کہ درمیان سے سر ننگا ہو۔

کسی واجب کو ترک کرنا مثلاً رکوع میں کمر سیدھی نہ کرنا، قومہ یا جلسہ میں سیدھے ہونے سے پہلے سجدہ کو چلے جانا۔

قیام کے علاوہ اور کسی جگہ پر قرآنِ حکیم پڑھنا۔

رکوع میں قرآت ختم کرنا۔

صرف شلوار یا چادر باندھ کر نماز پڑھنا۔

امام سے پہلے رکوع و سجود میں جانا یا اٹھنا۔

قیام کے علاوہ نماز میں کسی اور جگہ قرآنِ حکیم پڑھنا۔

چلتے ہوئے تکبیر تحریمہ کہنا۔

امام کا کسی آنے والے کی خاطر نماز کو بلا وجہ لمبا کرنا۔

قبر کے سامنے نماز پڑھنا۔

غصب کی ہوئی زمین / مکان / کھیت میں نماز پڑھنا۔

الٹا کپڑا پہن / اوڑھ کر نماز پڑھنا۔

اچکن وغیرہ کے بٹن کھول کر نماز پڑھنا جبکہ نیچے قمیص نہ ہو۔

نماز توڑنے کے عذر:

بلا عذر نماز توڑنا حرام ہے، البتہ چند حالتوں میں نماز توڑنا جائز ہے مثلاً مال کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز توڑنا مباح ہے جبکہ جان بچانے کے لیے واجب ہے، خواہ اپنی جان یا کسی مسلمان کی جان بچانا مقصود ہو۔ نماز توڑنے کے لیے بیٹھنے کی ضرورت نہیں بلکہ کھڑے کھڑے ایک طرف سلام پھیر دینا کافی ہے۔

نماز جمعہ

ہفتہ میں ایک دن مسلمانوں کے لیے فضیلت و عظمت میں اعلیٰ ہے، اس دن رب چاہتا ہے کہ مسلمان اجماعی طور سے میری بندگی کے لیے حاضر ہوں اور ایک ساتھ میری بارگاہ میں سجدہ بسجود ہو کر میری اطاعت و بندگی کا اظہار کریں۔

ارشاد باری تعالی ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (الجمعة،22:9)

"اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن (جمعہ کی) نماز کے لئے اذان دی جائے تو فوراً اللہ کے ذکر (یعنی خطبہ و نماز) کی طرف تیزی سے چل پڑو اور خرید و فروخت (یعنی کاروبار) چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو"

حضرت طارق بن شہاب ؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الجمعة حق واجب علی كل مسلم فی جماعة (ابو داؤد : ۱۰۶۷)

"نماز جمعہ ہر مسلمان پر باجماعت ادا کرنا حقِ واجب ہے۔"

جمعہ کی نماز فرضِ عین ہے۔ اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکدہ ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ جمعہ کی نماز ظہر کے قائم مقام ہے اور اس کا وقت وہی ہے جو ظہر کا ہے۔

شرائط جمعہ:

جمعہ کی نماز کے لیے چند شرطیں ہیں۔ اگر ایک شرط بھی مفقود ہوئی تو جمعہ نہ ہو گا، جس جگہ کوئی شرط مفقود ہو وہاں ظہر کی نماز پڑھی جائے گی، وہ شرائط درج ذیل ہیں:

شہر ہو یا شہر کے قائم مقام وہ گاؤں ہو جو اپنے علاقے میں مرکزی حیثیت رکھتا ہو۔

وقت ظہر کا ہو۔

نماز سے پہلے خطبہ ہو۔

جماعت ہو کیوں کہ بلا جماعت جمعہ نہ ہو گا۔

عام اجازت ہو۔

فرضیتِ جمعہ:

ہر مسلمان مرد جو آزاد، بالغ، عقلمند، تندرست اور مقیم ہے اس پر جمعہ فرض ہے۔ جب کہ عورت، غلام، قیدی، نابالغ، مخبوط الحواس، بیمار، اپاہج، تیماردار، مسافر، جس کو کسی کا خوف ہو یا جس کو کسی نقصان کا اندیشہ ہو، ان پر جمعہ فرض نہیں۔ ہاں اگر مسافر، مریض اور عورتیں نماز میں شریک ہو جائیں تو ان کی نماز درست ہو گی اور ظہر ان کے ذمے سے ساقط ہو جائے گی.

جمعہ کے مسائل:

جو چیزیں نماز میں حرام ہیں وہ خطبہ میں بھی حرام ہیں مثلاً کھانا، پینا، سلام و کلام کرنا یہاں تک کہ امر بالمعروف کرنا۔ سب حاضرین پر خطبہ سننا اور چپ رہنا فرض ہے، ہاں خطیب امر بالمعروف کر سکتا ہے۔ خطیب نے کوئی دعائیہ کلمہ کہا تو سامعین کا ہاتھ اٹھانا یا آمین کہنا منع ہے۔ دو خطبوں کے درمیان بغیر ہاتھ اٹھائے دل میں دعا کرنا جائز ہے۔

نمازِ عیدین

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَo(البقرۃ،185:2)

"اور اس لیے کہ تم گنتی پوری کر سکو اور اس لیے کہ اس نے تمہیں جو ہدایت فرمائی ہے اس پر اس کی بڑائی بیان کرو اور اس لیے کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

پھر فرمایا:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

"اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔"

عیدین کی نماز واجب ہے۔ سب پر نہیں بلکہ انہی پر جن پر جمعہ فرض ہے اور اس کی ادا کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کیلئے ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت. ان دونوں نمازوں کا وقت سورج کے بقدر ایک نیزہ بلند ہونے سے لے کر زوال تک ہے۔ مگر عید الفطر میں کچھ دیر کرنا اور عید الاضحی میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ ان نمازوں سے پہلے اذان و اقامت نہیں ہے۔ ان دونوں نمازوں کے ادا کرنے کا طریقہ ایک ہی ہے۔

نمازِ عیدین کا طریقہ:

پہلے نیت کریں: دو رکعت عید الفطر یا عید الاضحی واجب مع زائد چھ تکبیروں کے۔ پھر تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں اور ثناء پڑھیں اس کے بعد امام زور سے اور مقتدی آہستہ سے (اتنی آواز سے کہ خود سن سکیں) تکبیریں کہیں، دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں اور تیسری کے بعد باندھ لیں۔ پھر امام بلند آواز سے سورئہ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھ کر رکوع اور سجود کرے گا۔ دوسری رکعت میں فاتحہ اور قرآت کے

بعد رکوع میں جانے سے پہلے امام و مقتدی ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر کہتے وقت ہاتھ کانوں تک نہ اٹھائیں بلکہ رکوع میں چلے جائیں اور قاعدے کے مطابق نماز پوری کریں۔

عید کے مستحبات:

عید کے دن درج ذیل امور بجالانا مستحب ہے:

- حجامت بنوانا۔
- ناخن ترشوانا۔
- مسواک کرنا۔
- اچھے کپڑے پہننا۔
- خوشبو لگانا۔
- عید گاہ کو پیدل جانا۔
- راستہ میں تکبیر کہتے ہوئے جانا۔
- دوسرے راستہ سے واپس آنا۔
- عید الفطر میں نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا اور کوئی میٹھی چیز کھانا، طاق عدد (تین، پانچ، سات) کھجوریں ہوں تو بہتر ہے۔
- آپس میں ملنا اور مصافحہ و معانقہ کرنا۔
- مبارک باد دینا۔

کلماتِ تکبیر:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر فرض نماز کے فوراً بعد یہی تکبیر ایک بار کہنا واجب اور تین بار کہنا افضل ہے۔ اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں۔

نماز جنازہ

جنازہ کی نماز فرضِ کفایہ ہے۔ فرضِ کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر چند آدمی بھی پڑھ لیں تو سب بری الذمہ ہو گئے ورنہ وہ سب گنہگار ہوں گے جن کو خبر پہنچی تھی لیکن وہ نہیں آئے۔ اس کے لیے جماعت شرط نہیں ایک آدمی بھی پڑھ لے تو فرض ادا ہو گیا۔ اس کے دو رکن ہیں: چار بار تکبیر کہنا اور کھڑے ہو کر پڑھنا۔ اس کی تین سنتیں ہیں: اللہ کی حمد و ثناء کرنا، حضور نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنا اور میت کے لیے دعا کرنا۔ میت سے مراد وہ ہے جو زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا۔ جو مرا ہوا پیدا ہوا اس کی نماز جنازہ نہیں۔ نیز میت کا سامنے ہونا ضروری ہے غائب کی نماز نہیں۔ کئی میتیں جمع ہو جائیں تو سب کے لیے ایک ہی نماز کافی ہے۔ سب کی نیت کرے اور علیحدہ علیحدہ پڑھے تو افضل ہے۔

نمازِ جنازہ کا طریقہ:

اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مرد کا جنازہ ہو تو امام سر کے بالمقابل کھڑا ہو اور اگر عورت کا جنازہ ہو تو جنازے کے وسط میں کھڑا ہو۔ اگر میت بالغ ہو تو اس کی دعائے مغفرت کا ارادہ کرے اور اگر میت نابالغ ہو تو اسے اپنا پیش رو، باعثِ اَجر و ثواب اور شفاعت کرنے والا اور مقبولِ شفاعت بنانے کا ارادہ کرے۔ اس کے بعد نمازِ جنازہ کا فریضہ ادا کرنے کی نیت اِس طرح کرے: چار تکبیریں نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ، ثنا واسطے اللہ تعالیٰ کے، درود شریف واسطے حضور نبی اکرم ﷺ کے، دعا واسطے حاضر اس میت کے، منہ طرف کعبہ شریف کے (اور مقتدی یہ بھی کہے) پیچھے اِس امام کے۔ پھر رفع یدین کے ساتھ تکبیر تحریمہ کر کے زیرِ ناف ہاتھ باندھ لے اور یہ ثنا پڑھے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ، وَجَلَّ ثَنَآئُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ

دوسری تکبیر ہاتھ اٹھائے بغیر کہے اور یہ درود پاک پڑھے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّیْتَ وَسَلَّمْتَ وَبَارَکْتَ وَرَحِمْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

پھر ہاتھ اٹھائے بغیر تیسری تکبیر کہے، میت اور تمام مسلمانوں کے لیے دعائے مغفرت کرے۔ بالغ مرد و عورت دونوں کی نمازِ جنازہ میں یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا، وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا، وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا، اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ

یااللہ! تو ہمارے زندوں کو بخش اور ہمارے مرُدوں کو، اور ہمارے حاضر لوگوں کو اور ہمارے غائب لوگوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو۔ یااللہ! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو ہم میں سے موت دے تو اس کو حالتِ ایمان پر موت دے۔

اگر نابالغ لڑکے کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا

"اے اللہ! اس بچہ کو ہمارے لیے منزل پر آگے پہنچانے والا بنا، اسے ہمارے لیے باعثِ اجر اور آخرت کا ذخیرہ بنا، اور اسے ہمارے حق میں شفاعت کرنے والا اور مقبولِ شفاعت بنا۔"

نابالغ لڑکی کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطاً وّ اجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وّ ذُخْرًا وّ اجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وّ مُشَفَّعَۃً

"اے اللہ! اس بچی کو ہمارے لیے منزل پر آگے پہنچانے والا بنا، اسے ہمارے لیے باعثِ اجر اور آخرت کا ذخیرہ بنا، اور اسے ہمارے حق میں شفاعت کرنے والا اور مقبولِ شفاعت بنا۔"

اگر کسی کو ان دعاؤں میں سے کوئی دعا یاد نہ ہو تو یہ دعا پڑھ لینی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِوَالِدَیْنَا وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

"اے اللہ! تو ہمیں، ہمارے والدین اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔"

اگر یہ دعا بھی یاد نہ ہو تو جو دعا یاد ہو وہی پڑھ سکتا ہے۔

پھر چوتھی تکبیر بغیر ہاتھ اٹھائے کہے اور بعد ازاں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ

کہتے ہوئے دائیں بائیں سلام پھیر دے، اس کے بعد صفیں توڑ کر دعا مانگے۔

نوٹ: جنازہ کو کاندھا دینا عبادت اور بہت اجر و ثواب کا باعث ہے۔ یہ جو مشہور ہے کہ شوہر اپنی بیوی کے جنازے کو نہ کندھا دے سکتا ہے، نہ قبر میں اتار سکتا ہے، نہ منہ دیکھ سکتا ہے۔ محض غلط ہے صرف نہلانے اور بلا حائل بدن کو ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔

نمازِ قصر

شرعی اعتبار سے مسافر وہ شخص ہے جو کم از کم چون (54) میل (82 کلو میٹر) مسافت کے ارادے سے اپنے علاقے سے باہر سفر پر روانہ ہو چکا ہو۔ اس پر واجب ہے کہ فقط فرض نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت فرض والی نماز میں دو فرض پڑھے۔

سفر میں چار رکعت فرائض والی نمازوں (ظہر، عصر، عشاء) کو نصف کر کے پڑھنا قصر کہلاتا ہے۔

قرآنِ حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا ط إِنَّ الْكٰفِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا

(النساء، 4: 101)

"اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز میں قصر کرو (یعنی چار رکعت فرض کی جگہ دو پڑھو) اگر تمہیں اندیشہ ہے کہ کافر تمہیں تکلیف میں مبتلا کر دیں گے۔ بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں"

مسافر اگر ظہر، عصر اور عشاء کی نماز میں قصر نہ کرے اور پوری رکعات پڑھے تو وہ گنہگار ہو گا، یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی ظہر کی چھ رکعات فرض پڑھے تو بجائے ثواب کے اسے گناہ ہو گا۔ لیکن اگر مسافر لاعلمی میں قصر کرنا بھول گیا اور اُس نے دو کی بجائے چار رکعات پڑھ لیں اور نماز ختم ہونے سے پہلے یاد آیا اور دوسری رکعت کے آخری قعدہ میں التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھ گیا اور سجدہ سہو کر لیا تو اس کی دو رکعات فرض ہو جائیں گی اور دو نفل اور اگر دوسری رکعت میں نہ بیٹھا تو چاروں رکعات نفل ہوں گی، لہٰذا فرض نماز دوبارہ پڑھے گا۔

نمازِ قصر کرنے کا طریقہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حضر اور سفر میں نمازیں پڑھی ہیں۔ انھوں نے آپ کے ساتھ حضر میں ظہر چار رکعت

پڑھی، اس کے بعد دو رکعت سنت اور سفر میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ظہر دو رکعت پڑھی اور اس کے بعد دو رکعت سنت ادا کی. اور (سفر میں) عصر کی نماز دو رکعت ادا کی اس کے بعد آپ نے کچھ نہ پڑھا۔ مغرب کی نماز سفر اور حضر میں تین رکعتیں ادا کیں اور آپ سفر و حضر میں مغرب کے فرائض تین سے کم ادا نہیں فرماتے تھے اور یہ دن کے وتر ہیں اور اس کے بعد دو رکعت ادا فرماتے۔ وتر اور سنتوں میں قصر نہیں۔[37]

کسی مسافر کی دورانِ سفر اگر نمازیں قضا ہو جائیں تو گھر پہنچ کر تب بھی چار رکعات والی نمازوں کی دو دو رکعات قصر کے ساتھ قضا پڑھے اور اگر سفر سے پہلے ان میں سے کوئی نماز قضا ہوئی تو سفر کی حالت میں چار رکعات قضاء پڑھے (دونوں صورتوں میں عشاء میں تین وتر بھی پڑھے).

---

(37)(ترمذی، السنن، کتاب ابواب الصلاۃ، 2:437، رقم:552، باب ما جاء فی التطوع فی السفر)

نمازِ تراویح

تراویح، ترویحہ کی جمع ہے جس کا معنی ہے: ایک دفعہ آرام کرنا جبکہ تراویح کے معنی ہے: متعدد بار آرام کرنا۔ نمازِ تراویح کی تعداد چونکہ بیس ہے اس لیے ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر ٹھہر کر اور سکون کرنے کے بعد نماز کا شروع کرنا مستحب ہے کیونکہ صحابہ کرام1 ایسا کیا کرتے تھے اور اسی وجہ سے اس نماز کا نام تراویح رکھا گیا ہے۔

نماز تراویح کا پڑھنا مرد و عورت سب کے لئے سنت مؤکدہ ہے۔ اس کا چھوڑنا جائز نہیں اور تراویح کی جماعت سنت علی الکفایہ ہے۔ یعنی اگر تمام لوگ باجماعت نہ پڑھیں تو گناہگار ہوں گے اور اگر کچھ لوگ باجماعت ادا کر لیں تو گناہ نہیں۔

قیامِ رمضان کی بڑی فضیلت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو رمضان کی راتوں میں نماز پڑھنے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے رمضان المبارک میں حصول ثواب کی نیت اور حالتِ ایمان کے ساتھ قیام کیا تو اس کے سابقہ (تمام) گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔[38]“

نماز تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد وتر سے پہلے ہوتا ہے اور رات کے آخری حصے میں پڑھنا افضل ہے۔

---

(38)(بخاری، الصحیح، کتاب الایمان، 1:22، حدیث: 37، باب تطوع قیام رمضان من الایمان،)

نمازِ تراویح کی رکعات:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ تراویح کی کل آٹھ رکعات ہیں، جب کہ صحیح قول کے مطابق تراویح کی کل بیس (20) رکعات ہیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں (نفل) نماز پڑھی تو لوگوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی. پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگلی رات نماز پڑھی تو اور زیادہ لوگ جمع ہوگئے، پھر تیسری یا چوتھی رات بھی اکٹھے ہوئے لیکن رسول اللہ ﷺ ان کی طرف تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو فرمایا: میں نے دیکھا جو تم نے کیا اور مجھے تمہارے پاس (نماز پڑھانے کے لئے) آنے سے صرف اِس اندیشہ نے روکے رکھا کہ یہ تم پر فرض کر دی جائے گی. یہ واقعہ رمضان المبارک کا ہے۔[39]

امام ابن خزیمہ اور امام ابن حبان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں قیامِ رمضان (یعنی تراویح) کی رغبت دلایا کرتے تھے لیکن حکماً نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ (ترغیب کے لئے) فرماتے کہ جو شخص رمضان المبارک میں ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ قیام کرتا ہے تو اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ پھر حضور نبی ﷺ کے وصال مبارک تک قیام رمضان کی یہی صورت برقرار رہی اور یہی صورت خلافتِ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور خلافتِ عمر رضی اللہ عنہ کے اوائل دور تک جاری رہی یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمع کر دیا اور وہ انہیں نمازِ (تراویح) پڑھایا

---

(39)(صحيح بخاری، 1: 380، رقم: 1077، كتاب التهجد، صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، 1: 524، حديث: 721، باب الترغيب فی قيام رمضان وهو التراويح،)

کرتے تھے۔ لہٰذا یہ وہ ابتدائی زمانہ ہے جب لوگ نمازِ تراویح کے لئے (باجماعت) اکٹھے ہوتے تھے۔[40]

حافظ ابن حجر عسقلانی نے 'التلخیص (2:21)' میں بیان کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو دو راتیں بیس (20) رکعت نماز تراویح پڑھائی، جب تیسری رات لوگ پھر جمع ہوگئے تو آپ ﷺ ان کی طرف (حجرۂ مبارک سے باہر) تشریف نہیں لائے۔ پھر صبح آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہوا کہ (نمازِ تراویح) تم پر فرض کر دی جائے گی لیکن تم اس کی طاقت نہ رکھو گے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک میں وتر کے علاوہ بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔[41]

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس (20) رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔[42]

تسبیح تراویح:

نمازِ تراویح میں ہر چار رکعت ادا کرنے کے بعد کچھ توقف کیا جاتا ہے، جس میں تسبیح تراویح، اَذکار اور صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے۔ تسبیح تراویح یہ ہے:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ ط سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ ط سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ

---

(40)(المعجم الآوسط، 1: 243، حدیث: 798؛ مصنف ابن ابی شیبة، 2: 124، حدیث: 7292)

(41)(صحیح ابن حبان، 1: 353، حدیث: 141؛ صحیح ابن خزیمة، 3: 338، حدیث: 2207)

(42)(سنن کبری، 2: 492، حدیث: 4393)

الَّذِی لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ ط سُبُّوحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوْحِ ط اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْر

"پاک ہے (وہ اللہ) زمین و آسمان کی بادشاہی والا۔ پاک ہے (وہ اللہ) عزت و بزرگی، ہیبت و قدرت اور عظمت و رُعب والا۔ پاک ہے بادشاہ (حقیقی، جو) زندہ ہے، سوتا نہیں اور نہ مرے گا۔ بہت ہی پاک (اور) بہت ہی مقدس ہے ہمارا پروردگار اور فرشتوں اور روح کا پروردگار۔ اِلٰہی ہم کو دوزخ سے پناہ دے۔ اے پناہ دینے والے! اے پناہ دینے والے! اے پناہ دینے والے"!

قضاء عمری

اللہ ربِ کائنات ہمارا خیال کرتے ہوئے اس کائنات کے بہت سی قدرتی آسانیوں سے نوازا ہے۔ اب ہم بھی اس بات کا خیال رکھتے ہوئے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں نماز کی پابیدی کریں۔ ہمیں نہیں پتہ ہماری اپنی عمر میں کتنی نمازیں قضاء ہو گئیں اور کتنی ادا ہو گئیں۔ ان تمام صورتِ حال اور رب سے تعلق کی انتہاء میں ہم سب کو چاہیے جس طرح جیسے وقت ملے۔ رب کی بارگاہ میں قضائے عمری ادا کریں۔ میرے استاذ حضرت علامہ مفتی منور حسین شاہ صاحب یہ فرمایا کرتے تھے کہ جب جس طرح بھی وقت ملے تو نوافل کے بجائے قضائے عمری ادا کرو۔ اگر تمھاری طرف سے قضائے عمری ادا ہو جائے گی اللہ تمھاری قضائے عمری کو نوافل بنا دے گا۔

نفلی نمازیں

فرض اور واجبات کے بعد اللہ رب العزت کا قرب حاصل کرنے کے لئے نفلی نمازیں بہترین ذریعہ ہے، جس کو قائم کر کے ہر مسلمان اللہ کے محبوبوں میں شامل ہو سکتا ہے۔ نفلی نمازوں میں سب سے عظمت والی نماز (نماز تہجد) ہے جس کا ذکر خود اللہ وحدہ لاشریک نے قرآن مجید میں فرمایا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝

(بنی اسرائیل،79:17)

جب میرا بندہ رات کو میرے حضور قیام کرتا ہے تو میں اُسے مقام محمود پر فائز فرمادیتا ہوں۔

نمازِ تہجد

☆اس کی کم از کم دو(2) رکعتیں ہیں۔ مسنون رکعات آٹھ(8) ہیں اور مشائخ کے ہاں بارہ(12) رکعات کا معمول بھی ہے۔

☆بعد نمازِ عشاء سو کر جس وقت بھی اٹھ جائیں پڑھ سکتے ہیں۔ بہتر وقت دو(2) ہیں: نصف شب یا آخر شب.

☆تہجد کے لیے اٹھنے کا یقین ہو تو وتر چھوڑ سکتے ہیں۔اس صورت میں وتر کو نمازِ تہجد کے ساتھ آخر میں پڑھیں۔یوں کل گیارہ(11) رکعات بن جائیں گی ورنہ وتر بھی نمازِ عشاء کے ساتھ پڑھ لینا بہتر ہے۔

☆یہ نماز تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے مناجات اور ملاقات کا دروازہ ہے اور انوار و تجلیات کا خاص وقت ہے۔

احادیثِ نبوی ﷺ میں اس کی بہت زیادہ فضیلت بیان ہوئی ہے:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کو تمام (نفل) نمازوں میں سب سے زیادہ محبوب صلاۃ داؤد علیہ السلام ہے، وہ آدھی رات سوتے، (پھر اٹھ کر) ایک تہائی رات عبادت کرتے اور پھر چھٹے حصے میں سو جاتے۔

صحیح مسلم، سنن ترمذی، صحیح ابن حبان، مسند احمد، سنن دارمی، سنن بیہقی، مسند ابو یعلیٰ اور شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نمازِ تہجد ہے۔"

نمازِ اشراق

اس کا وقت طلوعِ آفتاب سے 20 منٹ بعد شروع ہوتا ہے۔

اسے نمازِ فجر اور صبح کے وظائف پڑھ کر اُٹھنے سے پہلے اسی مقام پر ادا کریں۔

اس کی رکعات کم از کم دو (2) اور زیادہ سے زیادہ چھ (2) ہیں۔

اس نماز سے باطن کو نور ملتا ہے اور قلب کو سکون و اطمینان کی دولت نصیب ہوتی ہے۔

ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص نمازِ فجر باجماعت ادا کرنے کے بعد طلوع آفتاب تک ذکرِ الٰہی میں مشغول رہا پھر دو رکعت نماز ادا کی تو اسے پورے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔"

ترمذی اور ابو داؤد حضرت ابو ذر اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے (حدیث قدسی) روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو میرے لیے شروع دن میں چار رکعتیں پڑھ میں اس دن کے اختتام تک تیری کفایت فرماؤں گا۔'

نمازِ چاشت

اس نماز کا وقت آفتاب کے خوب طلوع ہو جانے پر ہوتا ہے۔ جب طلوعِ آفتاب اور آغازِ ظہر کے درمیان کل وقت کا آدھا حصہ گزر جائے تو یہ چاشت کے لیے افضل وقت ہے۔

اس کی کم از کم چار(4)اور زیادہ سے زیادہ بارہ(12)رکعات ہیں۔کم از کم دو(2)اور زیادہ سے زیادہ آٹھ(8)رکعات بھی بیان کی گئی ہیں۔

دیگر فرائض اور زندگی کی ذمہ داریوں سے فراغت ہو تو نمازِ اشراق سے چاشت تک اسی جگہ پر عبادت اور وظائف واذکار جاری رکھے جائیں۔احادیث نبوی میں اس نماز کے بہت فضائل بیان ہوئے ہیں:

ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا محل بنائے گا۔"

طبرانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:"جس نے چاشت کی دو رکعتیں پڑھیں وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا،اور جو چار پڑھے عابدین میں لکھا جائے گا، اور جو چھ پڑھے اس دن اس کی کفایت کی جائے گی اور جو آٹھ پڑھے اللہ تعالی اسے قانتین میں لکھے گا اور جو بارہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل بنائے گا۔"

مسند احمد و سننِ ترمذی اور سننِ ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"جو چاشت کی دو رکعتوں کی پابندی کرے اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔"

نمازِ اوّابین

یہ مغرب اور عشاء کے درمیان کی نماز ہے جو کم از کم دو)(2 طویل رکعات یا چھ)(2 مختصر رکعات سے لے کر زیادہ سے زیادہ بیس)(20 رکعات پر مشتمل ہے۔

یہ نماز اجر میں بارہ سال کی عبادت کے برابر بیان کی گئی ہے۔اس کی فضیلت اور انوار و برکات بھی نمازِ تہجد جیسی ہیں۔

اس کا معمول پختگی سے اپنایا جائے خواہ کم سے کم رکعات ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ خاص قبولیت، قرب، تجلیات اور انعامات کا وقت ہے۔ اس کے اسرار بے شمار ہیں۔

ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعات نفل اس طرح (مسلسل) پڑھے کہ ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کرے تو اس کے لیے یہ نوافل بارہ برس کی عبادت کے برابر شمار ہوں گے۔"

طبرانی نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔"

ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ "جو شخص مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا۔"

نمازِ توبہ

مکروہ اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت دو رکعت نفل نمازِ توبہ ادا کی جاسکتی ہے۔ خصوصاً گناہ سرزد ہونے کے بعد اس نماز کے پڑھنے سے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

امام ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حِبان نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب کسی سے گناہ سرزد ہو جائے تو وہ وضو کر کے نماز پڑھے، پھر استغفار کرے تو اللہ تعالی اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ پھر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ قف وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ص وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ o (آل عمران، 3:135)

"اور (یہ) ایسے لوگ ہیں کہ جب کوئی برائی کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں، پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، اور اللہ کے سوا گناہوں کی بخشش کون کرتا ہے اور پھر جو گناہ وہ کر بیٹھے تھے ان پر جان بوجھ کر اِصرار بھی نہیں کرتے۔

نمازِ تسبیح

اس نماز کی چار رکعات ہیں، مکروہ اوقات کے علاوہ ان کو جب چاہیں ادا کیا جاسکتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیرِ تحریمہ کے بعد ثنا پڑھیں۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالٰى جَدُّكَ، وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ.

"اے اللہ! ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں، تیری تعریف کرتے ہیں، تیرا نام بہت برکت والا ہے، تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔"

ثنا کے بعد پندرہ (15) بار درج ذیل تسبیح پڑھیں:

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَر

پھر تعوذ، تسمیہ، سورۃ الفاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر دس (10) بار یہی تسبیح پڑھیں، پھر رکوع میں

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمُ

کے بعد دس (10) بار، پھر رکوع سے اُٹھ کر

سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ

کے بعد دس (10) بار، پھر سجدے میں

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى

کے بعد دس (10) بار، پھر سجدے سے اٹھ کر جلسہ میں دس (10) بار، پھر دوسرے سجدے میں

کے بعد دس (10) بار پڑھیں۔

پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہو جائیں اور تسمیہ یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo سے پہلے پندرہ (15) بار اسی تسبیح کو پڑھیں اور بعد ازاں سورت فاتحہ، پھر اسی طریقے سے چاروں رکعات مکمل کریں۔ ہر رکعت میں پچھتر (75) بار اور چاروں رکعات میں کل ملا کر تین سو (300) بار یہ تسبیح پڑھی جائے گی.

احادیثِ نبوی سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازِ تسبیح کو یومِ جمعہ یا مہینہ میں ایک بار یا سال میں ایک بار یا کم از کم عمر بھر میں ایک بار ضرور پڑھا جائے۔

امام ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ اور بیہقی سمیت اہل علم کی ایک جماعت نے اپنی اپنی کتب میں بیان کیا ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اے چچا جان! کیا میں آپ سے صلہ رحمی نہ کروں؟ کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں؟ کیا میں آپ کو نفع نہ پہنچاؤں؟ کیا آپ کو دس خصلتوں والا نہ بنا دوں؟ کہ جب تک آپ ان پر عمل پیرا رہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے، پرانے، نئے، غلطی سے یا جان بوجھ کر، چھوٹے، بڑے، پوشیدہ اور ظاہر ہونے والے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔" (اس کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں نمازِ تسبیح کا طریقہ سکھایا۔) پھر فرمایا: "اگر روزانہ ایک مرتبہ پڑھ سکو تو پڑھو، اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو، اگر اس طرح بھی نہ کر سکو تو مہینہ میں ایک بار، اگر ہر مہینے نہ پڑھ سکو تو سال میں ایک بار اور اگر ایسا بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک بار پڑھ لو۔"

نمازِ حاجت

جب کسی کو کوئی حاجت پیش آئے تو وہ اللہ کی تائید و نصرت کے لیے کم از کم دو رکعت نفل بطور حاجت پڑھے۔

ان دونوں رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ کے بعد 11، 11 مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھنا باعثِ برکت ہے۔ چار رکعات بھی ادا کر سکتا ہے۔ مکروہ اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت یہ نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ اس نماز کی برکت سے اللہ تعالی حاجت پوری فرما دیتا ہے۔

طریقہ: حضور نبی اکرم ﷺ کے معمولاتِ مبارکہ میں اس کے دو طریقے ملتے ہیں:

ترمذی، ابن ماجہ، حاکم، بزار اور طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کو اللہ تعالیٰ یا کسی انسان کی طرف کوئی حاجت ہو تو اسے چاہیے کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور بارگاہ رسالت میں تحفۂ درود پیش کر کے یہ دعا مانگے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، أَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ، لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهُ، وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهُ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

ترمذی، ابن ماجہ، احمد بن حنبل، حاکم، ابن خزیمہ، بیہقی اور طبرانی نے بروایت حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے: حضور نبی اکرم ﷺ سے نے ایک نابینا صحابی کو اس کی حاجت بر آری کے لیے دو رکعت نماز کے بعد درج ذیل الفاظ کے ساتھ دُعا کرنے کی تلقین فرمائی جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ، اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيْ، اَللّٰهُمَّ! فَشَفِّعْهُ فِيَّ.

نمازِ استخارہ

اگر کوئی شخص کسی جائز کام کے کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرنا چاہتا ہو تو دو رکعت نمازِ استخارہ پڑھے۔ ان دو رکعات میں سے پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھے۔ پھر درج ذیل دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ، وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ، وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ، اَللّٰھُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ) یہاں اپنی حاجت کا ذکر کرے (خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ، فَاقْدُرْہُ وَیَسِّرْہُ لِیْ، ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ، وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ) یہاں اپنی حاجت کا ذکر کرے (شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ ہم کو تمام معاملات میں استخارہ کی اس طرح تعلیم فرماتے تھے جیسے قرآن کی سورت تعلیم فرماتے تھے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”جب تو کسی کام کا ارادہ کرے تو اپنے رب سے اس میں سات (7) بار استخارہ کر پھر جس کی طرف تمہارا دل مائل ہو تو اس کام کے کرنے میں تمہارے لیے خیر ہے۔“

بہتر ہے کہ استخارہ پیر کی رات سے شروع کریں اور سات دن تک جاری رکھیں۔ ان شاء اللہ خواب میں علامات نظر آئیں گی جن سے مثبت یا منفی اشارہ مل جائے گا۔

نمازِ تحیۃ الوضوء

وضو کے فوراً بعد دو رکعت نفل پڑھنا مستحب اور باعثِ خیر و برکت ہے۔

صحیح مسلم، سنن ابی داوٗد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور صحیح ابن خزیمہ میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے اچھی طرح وضو کرنے کے بعد ظاہر و باطن کی کامل توجہ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی“.

ابو داوٗد، بخاری، مسلم اور احمد بن حنبل نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

نمازِ تحیۃ المسجد

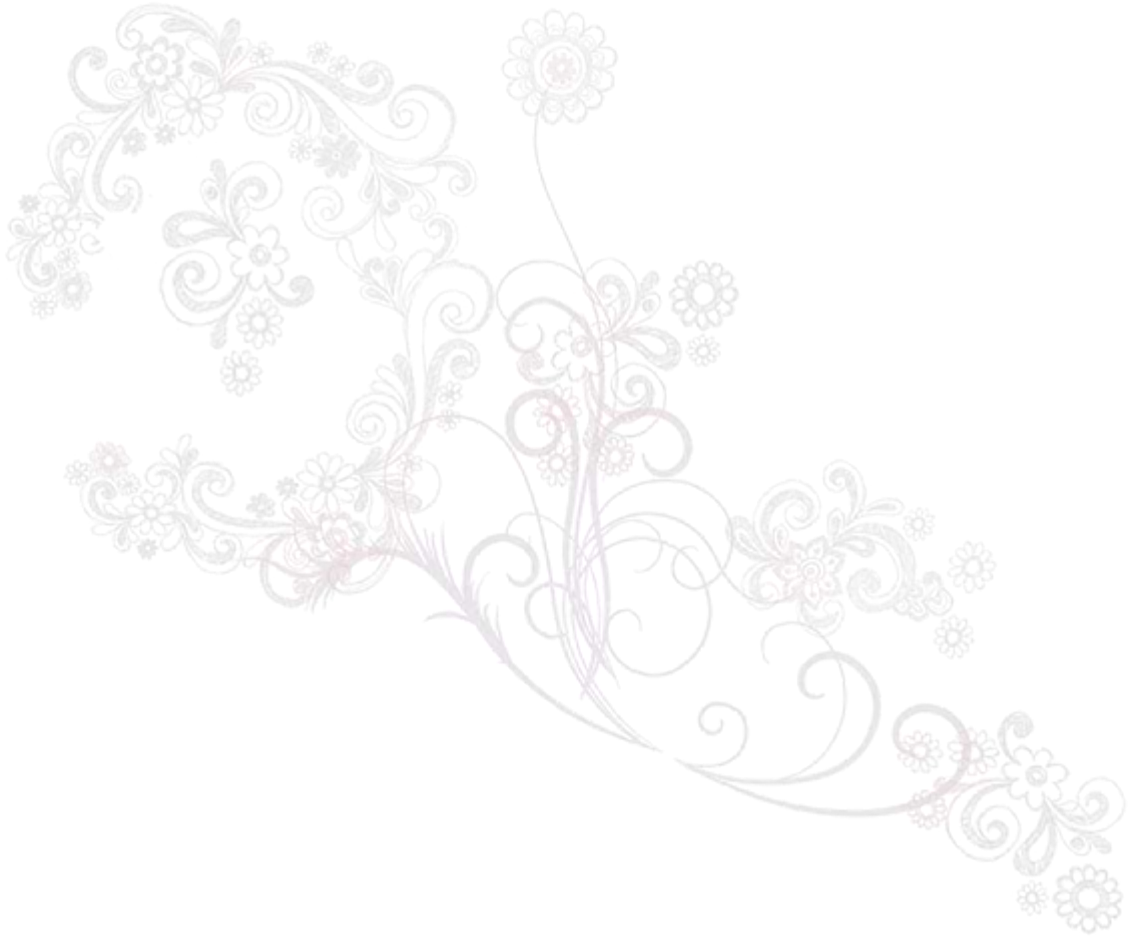
یہ مکروہ اوقات کے علاوہ مسجد میں داخل ہونے پر پڑھی جاتی ہے جو دو رکعت پر مشتمل ہے۔ یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتِ مبارکہ سے ثابت ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں اس نماز کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

بخاری نے کتاب الصلوۃ، کتاب التہجد اور مسلم نے کتاب صلوۃ المسافرین میں حضرت قتادہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص مسجد میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے۔

نمازِ اِستسقاء

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ سے بارانِ رحمت کے نزول کے لیے ادا کی جانے والی نمازِ اِستسقاء کہلاتی ہے۔ اگر بارش نہ ہو تو نمازِ اِستسقاء کا بار بار پڑھنا مستحب ہے اور تین دن تک اسے متواتر پڑھا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنا لطف و کرم فرمائے۔ اس کے پڑھنے کا مسنون طریقہ ایسا ہی ہے جیسا کہ دو رکعت نماز ادا کی جاتی ہے مگر بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری میں سورۃ الغاشیہ پڑھی جائے۔ نماز کے بعد امام خطبہ پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی خطبہ پڑھے اور خطبہ میں دُعا اور تسبیح وِاستغفار کرے اور اثنائے خطبہ میں چادر لوٹ دے یعنی اوپر کا کنارہ نیچے اور نیچے کا اوپر کر دے۔ خطبہ سے فارغ ہو کر قبلہ رُخ ہو کر دُعا کرے۔

نماز استسقاء پڑھنے کے لئے کوئی معین وقت نہیں ہے؛ البتہ مکروہ اوقات کے سوا دن کے پہلے حصے میں نمازِ اِستسقاء پڑھنا سنت ہے۔



عشاء کی نماز صرف آپ ﷺ ہی نے پڑھی اور کسی نبی نے نہیں پڑھی

اللہ ربُّ العزت نے اپنے مقبول بندوں کی وجہ سے ہمیں نمازوں کا تحفہ عطا فرمایا جس کو قائم کر کے ہم اللہ سے قریب ہوسکتے ہیں ہماری بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پانچ نمازیں کسی نہ کسی بنی کے شکر کے انداز سے نسبت رکھتی ہے۔

امام طحاوی نے عبید اللہ بن حمر بن عائشہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا

إن آدم لما تيب عَلَيْهِ عِنْد الْفجْر صلى رَكْعَتَيْنِ فَصَارَت الصُّبْح وفدى إِسْحَاق عِنْد الظّهْر فصلى إِبْرَاهِيم أَرْبعا فَصَارَت الظّهْر وَبعث عُزَيْر فَقيل لَهُ كم لَبِثت قَالَ يَوْمًا فَرَأى الشَّمْس فَقَالَ أَو بعض يَوْم فصلى أَربع رَكْعَات فَصَارَت الْعَصْر وغفرلداود عِنْد الْمغرب فَقَامَ فصلى أَربع رَكْعَات فجهد فَجَلَسَ فِي الثَّالِثَة فَصَارَت الْمغرب ثَلَاثًا وَأول من صلى الْعشَاء الْآخِرَة نَبينَا صلى الله عَلَيْهِ وَسلم(43)

آدم علیہ السلام کی جب توبہ قبول کی گئی تو وہ صبح کا وقت تھا۔ انہوں نے دو کعت نماز نفل پڑہی تو نمازِ فجر فرض ہوئی حضرت اسحاق علیہ السلام کا فدیہ ظہر کے وقت دیا گیا تو حضرت ابراھیم علیہ السلام نے چار رکعت نماز پڑھی تو اس طرح نماز ظہر فرض ہوئی۔ حضرت عزیز علیہ السلام کو جب اُٹھایا گیا اور ان سے پوچھا کہ کتنا عرصہ آرام کیا تو انہوں نے کہا ایک دن اور جب انہوں نے سورج کو دیکھا تو کہا یا کچھ زیادہ ۔اور انہوں نے چار رکعت نماز پڑھی اس طرح عصر کی نماز فرض ہوئی۔ اور حضرت داوٗد علیہ السلام کی مغفرت مغرب کے وقت ہوئی وہ اُٹھے اور چار رکعت نماز کا ارادہ کیا مگر مشقت کی بنا پر تیسری میں قعدہ

---

(43)(الخصائص الکبریٰ، امام جلال الدین سیوطی، ج:2، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ _ بیروت، ص:347)

کر لیا۔ تو اس طرح مغرب کی نماز کی تین رکعتیں فرض ہوئیں اور سب سے پہلے جس نے عشاء اخیرہ کی نماز پڑھی وہ ہمارے نبی ﷺ ہیں۔[44]

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نماز اصل میں انبیاء علیہ السلام کا عمل ہے اور نبیوں کی سیرتِ طیبہ اعمال و کردار کی معراج ہے، زندگی کی عظیم راحت ہے، بندگی کا عظیم پیغام ہے اور یہی پھر انسانیت کے سر پر "اشرف المخلوقات" کا عظیم تاج بن جاتا ہے۔ اس کی پابندی کرنا انبیاء علیہ السلام سے تعلق قائم کرنے میں مدد کرتا ہے۔

---

(44)(الخصائص الکبریٰ، امام جلال الدین سیوطی، (مترجم: علامہ مفتی سید غلام معین الدین)، ج.2، مطبوعہ: زاویہ پبلیشر، لاہور، پاکستان، 2014، ص: 694)

دعا عین عبادت ہے!

اللہ کی بارگاہ بندگی کا اظہار کر کے اُس سے رحمت طلب کرنا، برکت کی تمنا کرنا، اُس سے اُس کے فضل کی درخواست کرنا اللہ کو بہت پسند ہے۔ وہ عظیم خالق بن مانگے بھی عطا کرنے والا ہے لیکن جو بندہ اُس کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کے واسطہ روتا ہے، رحمت و مغفرت چاہتا ہے تو وہ اپنی تمام گناہوں سے مغفرت کی بشارت کے ساتھ ساتھ اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ. "دعا عین عبادت ہے۔"

ایک اور مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ.** "دعا پوری عبادت کا مغز اور نچوڑ ہے۔"

اس کی وجہ یہ ہے کہ دعا میں اللہ تعالیٰ کی طرف انسان اللہ کی طرف بڑھتا ہے، بندہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے، اپنے دل و دماغ اور قلب و روح کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا اور اس کا منگتا بنتا ہے۔ منگتا بننا اصل خشوع و خضوع اور بندگی کا حسن ہے۔ بندہ اللہ سے تب ہی مانگتا ہے جب خود کو بے بس اور بے کس سمجھتا ہے اور مولیٰ کو مالک و قادر اور دینے والا سمجھتا ہے۔ درحقیقت دعا کے ذریعے بندے کا رشتہ اپنے مولیٰ سے قائم ہو جاتا ہے۔ بندہ اس کی طرف متوجہ ہو کر مانگتا ہے کہ مولیٰ! میں بے بس ہوں، میرے اختیار میں کچھ بھی نہیں، ہر شے تیرے ہاتھ میں ہے، تو مجھے عطا کر، تو میری مدد کر، تو مجھے ہدایت دے، تو مجھے ایمان، عملِ صالح کی توفیق، بخشش، رزق اور دنیا و آخرت کی نعمتیں عطا کر۔ بندہ جب اللہ تعالیٰ سے یہ سب کچھ مانگتا ہے تو گویا اس کیفیت میں بندہ اپنے مولیٰ کے ساتھ ایک تعلق استوار کر رہا ہے اور یہی تعلق قائم کرنا ہی عبادت ہے۔

صلاۃ کا معنی :

علامہ راغب اصفہانی ؒ لکھتے ہیں

لصلاة في اللغة: الدعاء، وفي الشريعة، عبارة عن أركان مخصوصة وأذكار معلومة بشرائط محصورة بصفات معيّنة، وأيضاً: طلب التعظيم للنبي ـ صلى الله عليه وسلم ـ في الدنيا

والآخرة وقيل فی آیة: {إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ} [الأحزاب:56]، الصلاةُ من الله: الرحمةُ، ومن الملائكة: الاستغفار، ومن المؤمنين: الدعاء [45]

ترجمہ: صلاۃ کے معنی دعا کے ہیں اور شریعت میں عبادت کے وہ ارکان جو مخصوص ہو۔

الصلاۃ مشتقة من الصلوين تثنية الصلا، وهو ما عن يمين الذنب وشماله ،وذلك لان المصلی یحرك صلويه فی الركوع والسجود[46]

لفظ صلاۃ صلوین سے مشتق ہے اور صلوین تثنیہ ہے "صلا" کا، اور "صلا" لغت میں دُم کے دائیں اور بائیں جانب کو کہا جاتا ہے، لفظ صلاۃ کو بھی صلاۃ اس لیے کہتے ہیں کہ نمازی جب نماز پڑھتا ہے تو رکوع اور سجود میں اپنی اطراف کو حرکت دیتا ہے۔

وان كان صائما فليصل،ای فليدع لهم بالخير والبركة[47]

یعنی اگر وہ روزے سے ہے تو اسے چاہئے کہ ان کے لیے خیر وبرکت کی دعا کرے۔ لفظ صلاۃ کا اصلی اور وضعی معنی دعا ہے جس کی تائید قرآن وحدیث سے پیش کر دی گئی ہے۔

حضرت امام نووی لکھتے ہیں

قيل:مشتقة من صليت العود على النار اذا قومته[48]

میں نے آگ پر رکھی ہوئی اس لکڑی پر نماز پڑھی جسے تو نے درست کیا تھا۔

یقین، توکل، فرمانبرداری اور کامل ایمان کی مذکورہ شرائط کے ساتھ اگر کوئی دعا کرے تو یہ دعا کرنا از خود عبادت کہلاتا ہے۔ دعا کو عبادت قرار دے کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ غافر کی آیت نمبر 60 کی تلاوت فرمائی:

---

45 المفردات فی غریب القرآن، امام الراغب الأصفهانی (المتوفى: 502ھ)، ج:1، ص:129، دار القلم، الدار الشامیة، دمشق بیروت، 1412ھ

46 عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، علامہ بدر الدین العینی (المتوفى: 855ھ)، ج:4، ص:39، مطبوعہ: دار إحياء التراث العربي- بيروت

47 معجم مقاییس اللغة، أحمد بن فارس بن زكرياء القزويني الرازي، أبو الحسين (المتوفى: 395ھ)، ج:3، ص:300، مطبوعہ: دار الفكر، 1399ھ- 1979م

48 تحرير ألفاظ التنبيه، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى: 676ھ)، ج:1، ص:49، دار القلم، دمشق، 1408

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْط اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ.

”اور تمہارے رب نے فرمایا ہے تم لوگ مجھ سے دعا کیا کرو میں ضرور قبول کروں گا، بے شک جو لوگ میری بندگی سے سرکشی کرتے ہیں وہ عنقریب دوزخ میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔“

اس آیت کریمہ میں موجود الفاظ: اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ وہ بنیاد ہیں جس کی وجہ سے آقا علیہ السلام نے دعا کو عبادت فرمایا۔ اس آیت میں پہلے دعا کا حکم دیا کہ مجھ سے دعا کیا کرو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا، یہ حکم دے کر فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ ”وہ لوگ جو میرے عبادت سے تکبر و سرکشی کرتے ہیں۔“

یہاں لفظِ عبادت سے مراد دعا ہے یعنی جو مجھ سے مانگنے میں سرکشی کرتے ہیں، نماز پڑھ کر چلے جاتے ہیں مگر مجھ سے مانگتے نہیں، میری بارگاہ میں منگتا نہیں بنتے، ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا:

سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ. ”وہ عنقریب ذلیل وخوار ہو کر دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے۔“

معلوم ہوا کہ دعا خود عبادت ہے اور عملِ دعا اللہ رب العزت کو اس قدر پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے محترم و مکرم چیز کوئی اور نہیں ہے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

لَيسَ شيءٌ أكرَمَ علَى اللهِ تعالىٰ منَ الدُّعاء.(49)

”اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا سے زیادہ محترم و مکرم کوئی چیز نہیں۔“

اگر مذکورہ آداب اور تقاضوں کے مطابق دعا کی جائے تو وہ یقیناً اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوتی ہے۔ لہٰذا کثرت کے ساتھ اللہ رب العزت کے حضور دعا کو معمول بنانا چاہیے۔

دُعا تقدیر کو بدل دیتی ہے!

---

(49)((ترمذی، السنن، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الدعا، 5: 455)

دعا کے حوالے سے آقا علیہ السلام کا یہ فرمان بھی قابلِ توجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيْدُ فِيْ الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرِ.(50)

"دعا کے علاوہ کوئی شے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو بدل نہیں سکتی اور نیکی کے علاوہ کوئی شے عمر میں اضافہ نہیں کر سکتی۔"

تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی کسی کی تقدیر بدلی ہے تو کسی نہ کسی نبی یا ولی کی دعا سے بدلی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں عمر مقرر کر کے بھیجا ہے، جہاں عمر نے ختم ہونا ہے، انسان نے ختم ہو جانا ہے اور موت آجانی ہے۔ مگر فرمایا کہ نیکی عمر کو بھی بڑھا دیتی ہے۔ یعنی نیک اعمال، لوگوں کے ساتھ بھلائی، صدقہ، احسان اور لوگوں کے حالات کو بہتر کرنے کی صورت میں نیکی کرنے سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔ گویا نیکی کرنا خود ایک دعا بن گئی اور عمر میں اضافے کا باعث ہو گئی۔ دعا اللہ تعالیٰ کے حضور چونکہ سب سے اکرم (برگزیدہ) عمل ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے قبول کرنے کے لیے منتظر رہتی ہے۔

دُعا مغفرت و بخشش کا ذریعہ ہے!

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ اللهُ يٰبنیٰ آدم، إِنَّكَ مَعَ دَعْوَتِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ فِيْكَ وَلَا أُبَالِيْ.(51)

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے ابن آدم! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے بخشش اور مغفرت مانگتا رہے گا اور قبولیت کی امید رکھتا رہے گا تو جو بھی گناہ و لغزش تم سے سرزد ہوتی رہے، میں تمہاری امید اور دعا کے عمل کے باعث تجھے بخشتا رہوں گا۔

---

(50)(ترمذی، السنن، باب ماجاء لا یردالقضا الا الدعا، 4: 448)

(51)(ترمذی، السنن، باب فی فضل التوبه، 5: 548)

اگر گناہ یا خطا ہو جائے تو بندے کی شان نہیں ہے کہ وہ مایوس ہو۔ بندہ اگر مایوس ہو تو بندے کا مایوس ہونا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اور اس کی رحمت کی بے ادبی ہے۔ اس لیے کہ وہ فرما رہا ہے کہ میری رحمت کی کوئی حد نہیں، اگر تم مایوس ہو جاؤ تو گویا اس کی عظمت، اس کی شانِ الوہیت اور اس کی بخشش و مغفرت کی بے ادبی کر رہے ہو۔ اسی لیے مایوسی کو کفر کہا گیا ہے۔

مزید ارشاد فرمایا:

يٰبَنِيْ آدَمَ! لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفِرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِيْ.

اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان تک بھی پہنچ جائیں اور پھر بھی تو مجھ سے استغفار کرے تو مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ تیرے گناہ اتنے زیادہ ہو گئے، پھر بھی میں تمہیں بخش دوں گا۔

پھر فرمایا:

يٰبَنِيْ آدَمُ! إِنَّكَ لَوْ أَعْطَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً.

اے ابن آدم! اگر تو اتنے گناہ کر دے، جتنی زمین کی وسعتیں ہیں، یعنی مشارق سے مغارب تک پوری زمین تیرے گناہوں سے بھر جائے اور اتنی کثرت سے گناہوں کے بعد تو میری بارگاہ میں مغفرت و بخشش کے لیے پیش ہو، بشرطیکہ تم نے مجھ سے شرک نہ کیا ہو، ایمان باللہ اور توحید پر قائم ہو اور تذلل، خشوع و خضوع اور میری رحمت و بخشش پر کامل یقین کے ساتھ مجھ سے معافی مانگے تو اس کثرتِ گناہ کے باوجود میں زمین کی وسعت کے برابر تجھے بخشش عطا کر دوں گا۔

یہ سب اس لیے ہے کہ اس کی بخشش و رحمت کی کوئی حد نہیں، وہ یہ نہیں دیکھتا کہ گناہ کتنے تھے، بلکہ وہ یہ دیکھتا ہے کہ بندے کی امید اور یقین اس کی بخشش و رحمت پر کتنا ہے اور وہ اس سے کتنے یقین اور تسلسل سے بخشش و مغفرت مانگتا رہتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ بندے! اگر مجھ سے معافی مانگنے، دعا کرنے اور بخشش طلبی کا تیرا عمل نہ ٹوٹے تو میرا تجھے بخش دینے اور معاف کر دینے کا عمل بھی نہیں ٹوٹے گا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهُ بَابُ الرَّحْمَةِ

”تم میں سے جس شخص کے لیے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا، پس اس کے لیے رحمت کا دروازہ کھول دیا گیا۔“

یعنی جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے اور کرتے رہنے کی توفیق دے دی گئی کہ وہ کبھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا نہ چھوڑے اور مایوسی کو قریب نہ لائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے پیغام رحمت ہے کہ اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ دعا کا دروازہ جس پر کھل گیا گویا اللہ نے اس پر رحمت کے سب دروازے کھول دیئے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی محبوبیت کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَمَا سُئِلَ للهُ شَيْئًا يُعْطَى أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُّسْئَلَ العَافِيَّةَ

”اور جتنی چیزیں بھی اللہ رب العزت سے مانگی جاتی ہیں ان میں سب سے بہتر چیز جو اللہ کو محبوب ہے، جس پر اللہ خوش ہوتا ہے وہ معافی ہے۔“

ہم اپنی روزمرہ زندگی میں مختلف خواہشات کی دعائیں کرتے ہیں، ان سب چیزوں میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ دعا یہ ہے کہ ایک گناہگار اللہ سے معافی اور بخشش طلب کرے۔ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے پر اُس کی رحمت سب سے زیادہ خوش ہوتی ہے۔

انبیاءوصالحین کی قرآنی دعائیں

قرآن مجید فرقان حمید میں رب تعالیٰ نے انبیاءعلیہ السلام اور صالحین کی دعا کا انداز ذکر کیا ہے۔

اللہ تعالی ارشاد فرمارہاہے ((وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ))

مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا اور یقینا جو لوگ میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جھنم میں داخل ہوں گے))اور اللہ تعالی اپنے بندے کی اتنی ہی پرواکرتا ہے جتنی وہ دعا کرتا ہے اور اس کو قبول کرتا ہے ((قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم))، ((پیغمبر ﷺ آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمھاری دعائیں نہ ہوتیں تو پروردگار تمھاری پروا بھی نہ کرتا))تو جو اللہ سے منہ موڑتا ہے تو خداوندعالم بھی اس کی پروا نہیں کرتا اور نہ ہی اللہ کے نزدیک اس کی کوئی قدروقیمت ہے۔

اس نگارش میں موجود مطالب سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے کس طرح مشکلات میں اللہ تعالی کو پکارا ہے اور اللہ نے ان کی فریاد اور آواز کو سن کر کس طرح نجات دی ہے۔انبیاءؑ اور اولیاء کی دعائیں درحقیقت انسانوں کو سیدھا راستہ دکھانے اور مالک حقیقی کے ساتھ صحیح رابطہ قائم کرنے کے طریقہ کی تعلیم ہے۔ان کی سیرت کو اپناتے ہوئے ہمیں بھی ان دعاؤں کی تلاوت اور حفظ کرکے روزمرہ کی زندگی میں پڑھتے رہنا چاہئے۔قرآن مجید ہدایت کی کتاب ہے۔سورج کی طرح ہر زمانہ، قوم ونسل کو روشنی دیتی ہے تاکہ لوگ روشنی سے مدد لیتے ہوئے ہدایت کے راستے پر گامزن ہوسکیں،اسلئے کوشش کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی قرآن مجید میں نقل ہونے والی دعاؤں پر ایک اجمالی نظر ڈالی جائے۔

۱۔حضرت نوح علیہ السلام کی دعا

((رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا))

قرآن مجید میں ایک سورہ حضرت نوح علیہ السلام کے نام سے آیا ہے۔حضرت نوح نے تقریبا ۲۵۰۰سال عمر کی ہے جس میں ۹۵۰سال تبلیغ کی اور طوفان کے بعد ۵۰یا۶۰سال زندہ رہے اور ان کی نسل ان کے بیٹے حام،سام اور یافث سے آگے بڑھی۔اللہ تعالی نے حضرت نوحؑ کو اپنی قوم کی طرف بھیجا تاکہ قوم کو دردناک عذاب کے آنے سے

پہلے ڈرائیں انھوں نے قوم سے کہا: اللہ کی عبادت کرو، اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اللہ تمھارے گناہوں کو بخش دے گا۔

جناب نوح کے اس پیغام سے لوگ ہوش میں نہیں آئے تو جناب نوح نے کہا: پروردگارا! میں نے اپنی قوم کو دن رات بلایا پھر بھی میری دعوت کا کوئی اثر نہیں ہوا سوائے اس کے کہ انہوں نے فرار اختیار کیا اور جب میں نے انہیں دعوت دی تو انہوں نے اپنی انگلیوں کو کانوں میں رکھ لیا اور اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور شدت سے اکڑے رہے۔ میں نے علی الاعلان اور خفیہ طور سے دعوت دی کہ خدا تمہیں بخش دے گا اور مال، اولاد، پانی، باغات اور نہروں کے ذریعے تمھاری مدد کرے گا لیکن لوگوں نے بہت بڑا مکر کیا اور لوگوں سے کہا کہ خبردار! اپنے خداؤں کو مت چھوڑنا تو جناب نوح نے کہا کہ پروردگار اس زمین پر بسنے والے کافروں میں سے کسی کو نہ چھوڑنا اگر انہیں چھوڑ دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور فاجرو کافر کے علاوہ کوئی اور اولاد پیدا نہیں کریں گے پھر جناب نوحؑ نے دست بدعا ہو کر فرمایا: ((رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا))

پروردگارا! مجھے اور میرے والدین کو اور جو ایمان کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہو اور تمام مؤمن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما اور کافروں کی ہلاکت میں مزید اضافہ فرما))

سورہ مؤمنون میں آیا ہے جب لوگوں نے حضرت نوح(ع) کو جھٹلایا تو فرمایا: ((رب انی مغلوب فانتصر)) (پروردگار ان کی تکذیب کے مقابلے میں میری مدد فرما)۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اے نوح! ہماری نظروں کے سامنے کشتی بنا کر مقررہ وقت پر روانہ ہو جا اور جب ساتھیوں سمیت کشتی پر اطمینان سے بیٹھ جاؤ تو اللہ کا شکر ادا کرو اور کہو: ((رَّبِّ أَنزِلْنِي مُنزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنتَ خَيْرُ الْمُنزِلِينَ))، ((پروردگار ہم کو بابرکت منزل پر اتارنا کہ تو بھترین اتارنے والا ہے)) پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت امام علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: اے علیؑ! جب کسی مقام پر اترنا ہو تو کہو : ((اللھم انزلنی منزلا مبارکا و انت خیر المنزلین)) تاکہ اس مقام کی خوبی آپ کو نصیب ہو اور بدی آپ سے دور ہو جائے۔

جب کشتی چلنے لگی تو جناب نوح نے اپنے فرزند کو جو الگ جگہ پر تھا آواز دی کہ اے فرزند ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا اور کافروں میں سے نہ ہو جانا، اس نے کہا میں عنقریب پہاڑ پر پناہ لے لوں گا اور وہ مجھے پانی سے نجات دے گا۔

جناب نوح نے کہا: آج حکم خدا سے کوئی بچانے والا نہیں ہے. بہر حال، نوح کا بیٹا کشتی پر سوار نہیں ہوا اور جناب نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ پروردگار میرا فرزند میرے خاندان میں سے ہے اور تیرا وعدہ خاندان کو بچانے کا برحق ہے تو ارشاد ہوا: اے نوح یہ تمھارے خاندان میں سے نہیں ہے، یہ لڑکا سر تاپا خطاکار ہے لھذا مجھ سے اس چیز کے بارے میں سوال نہ کرو جس کا تمھیں علم نہیں ہے میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہیں تمھارا شمار جاہلوں میں نہ ہو جائے! تو حضرت نوحؑ نے فرمایا: ((رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلاَّ تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُن مِّنَ الْخَاسِرِينَ)) ؛((میرے رب میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ ایسی چیز کا تجھ سے سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں ہے اور اگر تو مجھے معاف نہیں کرے گا اور مجھ پر رحم نہیں کرے گا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا)). یہاں پر ایک ظریف نکتہ یہ ہو سکتا ہے کہ سعادت اور کامیابی کیلئے حسب و نسب معیار نہیں ہے بلکہ عمل صالح ملاک ہے۔ اگر انسان کا عمل صالح ہو اور اللہ اور رسول کی اطاعت میں ہو تو دنیوی اور اخروی کامیابی ہے اگر عمل صالح نہ ہو تو اولوالعزم پیغمبر کا بیٹا بھی کیوں نہ ہو وہ ظالموں میں شمار ہو گا۔

2۔ حضرت ایوبؑ کی دعا

((وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ))

حضرت ایوب علیہ السلام وہ نبی ہیں جن کا صبر دنیا میں ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالی نے جناب ایوب علیہ السلام کو بہت ساری نعمتوں سے نوازا اور وہ بھی عبادت گزاروں میں اپنے مثال آپ تھے اس لئے شیطان نے جناب ایوبؑ کی بندگی پر حسد کر کے اللہ تعالی سے کہا: اے اللہ! اگر حضرت ایوبؑ تیرے فرمانبردار ہیں تو صرف تیری نعمتوں کی وجہ سے ہیں ورنہ اتنے مطیع نہیں ہوتے۔ خداوند متعال نے حضرت ایوبؑ کی بندگی کا اخلاص ثابت کرنے کے لئے ہر طرح سے امتحان لیا یہاں تک کہ آپ کی ساری دولت اور اولاد ضائع ہو گئی پھر بھی انہوں نے صبر کیا اور آخری مرحلہ میں عرض حال کر کے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی ((أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ)) ((مجھے بیماری نے آلیا ہے اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے))۔ ایک اور آیت میں اس طرح آیا ہے : ((...أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ)) (شیطان نے مجھے بڑی تکلیف اور اذیت پہنچائی ہے)۔

شیطان جناب ایوب علیہ السلام کے صبر کو آزماتا رہا اور پروردگار بھی اس پر واضح کرتا رہا کہ ہمارے مخلص بندے ایسے ہی

ہوتے ہیں (یعنی ان کو رزق و روزی اور نعمات ملیں یا نہ ملیں وہ فرمانبردار ہی ہوتے ہیں)۔

جناب ایوبؑ کی حاجت قبول ہوگئی اور خدا نے صبر کے صلہ میں پہلی جیسی تمام نعمتیں دے دیں بلکہ ان میں اضافہ بھی کر دیا جو صبر کرنے والے کے ساتھ اس کی مہربانی کا تقاضا ہے اور یہی معنی (ان اللہ مع الصابرین) کے ہیں۔

3۔ طالوت کے سپاہیوں کی دعا

((رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ))

حضرت موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل نے حسب عادت شرارتیں کیں۔ خدا نے ان پر جالوت جیسا بادشاہ مسلط کر دیا اور اس نے مظالم کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اب ان لوگوں نے اپنے وقت کے پیغمبر جناب صموئیلؑ سے فریاد کی کہ کوئی حاکم معین کریں جس کی سرکردگی میں جالوت کا مقابلہ کیا جائے۔ انہوں نے حکم پروردگار سے طالوت کا انتخاب کر دیا۔ بنی اسرائیل نے حسب عادت اعتراض کیا کہ یہ دولت مند نہیں ہیں۔ جناب صموئیلؑ نے علم اور شجاعت کا حوالہ دیا اور خدائی نمائندہ ہونے کے ثبوت میں تابوت سکینہ کی آمد کا حوالہ دیا تب بہ مشکل تمام بظاہر ایمان لے آئے۔ یہ لوگ جب جالوت اور اس کے لشکروں کے مقابلے کے لئے نکلے تو انہوں نے کہا : ((رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ))؛ ((خدایا ہمیں بے پناہ صبر عطا فرما ہمارے قدموں کو ثبات دے اور ہمیں کافروں کے مقابلہ میں نصرت عطا فرما)) ان کی دعا مستجاب ہو گئی اور ان لوگوں نے جالوت کے لشکر کو خدا کے حکم سے شکست دے دی!۔

۴۔ آسیہ زوجہ فرعون کی دعا

((رَبِّ ابْنِ لِي عِندَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِن فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ))

"تلازم حق" اسلام کا کھلا قانون ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کسی کو اس وقت تک کوئی حق نہیں دیتا جب تک کسی کے ذمہ کوئی فرض عائد نہیں کر دیتا ہے اور اس وقت تک اس کے ذمہ کوئی فرض عائد نہیں کر دیتا ہے جب تک اس کے مقابلہ میں کوئی حق ادا نہ کر دے۔ ازواج پیغمبرﷺ کے بارے میں بھی اس کا یہی نظام ہے کہ انہیں عام

امت سے بالاتر مرتبہ دیا ہے افراد امت کے لئے ماں قرار دیا ہے ان کے ساتھ کسی صورت میں بھی نکاح کو روا نہیں رکھا ہے تو اس کے مقابلے میں ان کی عظیم ذمہ داریاں بھی قرار دی ہیں انہی ذمہ داریوں کی ادئیگی کو ان کی عظمت کا راز قرار دیا ہے ورنہ صرف زوجیت کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور اسی لئے اس نے دونوں طرف کی مثالیں بیان کر دی ہیں۔ ایسی مثال بھی جہاں ایمان دار عورتیں بدترین شوہروں کے ساتھ رہیں اور انہیں کوئی نقصان نہ ہوا اور ایسی مثال بھی جہاں بے ایمان عورتیں بہترین شوہروں بلکہ پیغمبروں کے ساتھ رہیں اور انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا اس لئے کہ دین خدا زوجیت اور قرابت کا دین نہیں ہے اس میں ایمان اور کردار معیار ہے۔

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں کفر اختیار کرنے والوں کے لئے زوجہ نوحؑ اور زوجہ لوط کی مثال بیان کی ہے اور ایمان والوں کے لئے فرعون کی زوجہ آسیہ کی مثال بیان کی ہے جو کہ خدا پرست تھیں۔ آسیہ فرعون کی زوجہ اس کے گھر میں زندگی بسر کر رہی تھی لیکن فرعون کے خدائی دعوی کو نہیں مانتی تھیں جب فرعون کو معلوم ہوا کہ اس کی زوجہ خدا پرست ہے اس کے حکم سے آسیہ کو سزا دی گئی یہاں تک کہ اس کی روح پرواز کر گئی اور ظالموں کے ظلم سہتے ہوئے اللہ کو اس طرح پکارتی تھی ((رَبِّ ابْنِ لِي عِندَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِن فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ)) ((پروردگارا! جنت میں میرے لئے اپنے پاس ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کی حرکت سے بچا اور مجھے ظالموں سے نجات عطا فرما!)) پس معلوم ہوا ہے کہ انسان ہر حال میں اپنے ایمان اور بندگی کو حفظ کر سکتا ہے۔

5۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی دعائیں

))رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا((

الف) قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اللہ تعالی نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفی ﷺ کو مختلف تعلیمات دی ہیں ان میں سے ایک دعا یہ ہے جس میں اللہ تعالی حضور ﷺ کو حکم دیتا ہے خدا کو یوں پکاریں : ((اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ))((اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے خالق، پوشیدہ اور ظاہری باتوں کو جاننے والے! تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے))

ب)پیغمبر اسلام ﷺ کے دشمن بڑے سرکش لوگ تھے۔ وہ پیغام حق سے دور بھاگتے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے ہر دن ایک نئی چال چلتے تھے۔ پھر بھی ہر چال اور بہانہ کے مقابلے میں حضور ﷺ سے مناسب جواب دریافت کرتے تھے اور اکثر اوقات خود پیغمبر ﷺ بھی اللہ تعالی کے جانب سے جواب کے منتظر رہتے تھے تاکہ دشمنوں کو جواب بھی مل جائے اور حضور ﷺ کے عزم اور ارادے میں پختگی بھی بڑھ جائے۔

اللہ تعالی سورہ انبیاء میں توحید کے منکروں کو جواب دیتے ہوئے رسولخدا ﷺ کو اس طرح دعا کرنے کی تعلیم دیتا ہے :((رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمَنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ))(پرورد گار!ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کردے اور ہمارا رب یقیناً مہربان اور تمہاری باتوں کے مقابلہ میں قابل استعانت ہے))۔

ج) سورہ مؤمنون، مؤمنین کے پیغام نجات سے شروع ہوئی ہے اور کافرین کی عدم نجات پر تمام ہوئی ہے جیسا کہ اللہ ارشاد فرمارہا ہے: جو اللہ کے ساتھ کسی اور خدا کو پکارے گا جس کی کوئی دلیل بھی نہیں ہے تو اس کا حساب پرورد گار کے پاس ہے اور کافروں کے لئے نجات بہر حال نہیں ہے۔ اس کے بعد فوراً مغفرت کی دعا کی گئی ہے تاکہ انسان توفیق الہی اور رحمت پرورد گار کے سہارے مؤمنین کے زمرے میں شامل رہے اور کفار کے گروہ میں محشور نہ ہونے پائے اور خداوند رسول ﷺ کو دعا کرنے کا تعلیم دیتا ہے کہ رسولخدا ﷺ کہہ دیجئے: ((رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ)) ؛((اے میرے پرورد گار! معاف فرما اور رحم فرما اور تو سب سے بہترین رحم کرنے والا ہے))حضور ﷺ کی اقتدا کرتے ہوئے ہمیں بھی ہر وقت سارے مؤمنین کی مغفرت کے لئے دعا کرنی چاہئے۔

د) اللہ تعالی اپنے حبیب ﷺ کو حکم دیتا ہے کہ وحی کے تمام ہونے سے پہلے قرآن کے بارے میں عجلت سے کام نہ لیا کریں اور کہتے رہیں ((رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا)) ((پرورد گارا میرے علم میں اضافہ فرما))۔ اس مطلب کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے کہ ہمارے رسول ﷺ کے مخلوقات میں سب سے داناترین شخص ہونے کے باوجود اللہ تعالی انہیں حکم کرتا ہے کہ وہ(رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا) کی تلاوت کرتے رہے تو ہمارے لئے جو کہ ایک ذرے سے زیادہ علم نہیں رکھتے، ضروری ہے کہ اس دعا کا ورد کرتے ہوئے خدا سے زیادہ سے زیادہ علم طلب کریں۔

ھ) اللہ تعالی حضور اکرم ﷺ کو حکم کیا کہ وہ اس طرح اللہ کے حضور دعا کرے:((رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا)) ((پروردگارا! مجھے (ہر مرحلہ میں) سچائی کے ساتھ داخل کر اور سچائی کے ساتھ (اس سے) نکال اور اپنے ہاں سے مجھے ایک قوت عطا فرما جو مددگار ثابت ہو))۔

امام صادق ؑ نے فرمایا: تم جب کسی ایسی جگہ میں داخل ہو جہاں پر تمہیں خوف ہو تو اس آیت کی تلاوت کرو۔ مفسرین نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے کہ فتح مکہ کے دن جب پیغمبر اسلام ﷺ نے مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو یہ آیت نازل ہو گئی اور اللہ نے فرمایا: اے محمد تم آیہ ((رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا)) کی تلاوت کر کے داخل ہو جاؤ۔ ابن عباس اس آیت ((رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا)) یعنی ((اور اپنے ہاں سے مجھے ایک قوت عطا فرما جو مددگار ثابت ہو) کے بارے میں کہتا ہے: خدا کی قسم اللہ تعالی نے حضور ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور علی بن ابیطالب ؑ کو رسول ﷺ کے لئے عطا کیا جنہوں نے دشمنوں کے خلاف حضور ﷺ کی مدد کی۔

و) اللہ تعالی کبھی رسول ﷺ کو اس طرح دعا کرنے کا حکم دیتا ہے:

((اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَن تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ)) :((خدایا تو صاحب اقتدار ہے جس کو چاہتا ہے اقتدار دیتا ہے اور جس سے چاہے چھین لیتا ہے، جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے ساری خیر تیرے ہاتھ میں ہے اور تو ہی ہر شئی پر قادر ہے۔ تو رات کو دن اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان اور بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے))۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب بھی اسم اعظم کے ساتھ دعا کی جائے تو مستجاب ہو جاتی ہے جو عبارت ((اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ

وَتُذِلُّ مَن تَشَاء بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىَ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، تُولِجُ اللَّيْلَ فِي الْنَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الَمَيَّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَن تَشَاء بِغَيْرِ حِسَابٍ)) .

معاذ بن جبل کہتا ہے: ایک دن نماز جمعہ حضور اکرم ﷺ کی امامت میں ادا نہیں کر سکا جب حضور ﷺ نے مجھے دیکھا تو مجھ سے سوال کیا: اے معاذ! کس چیز نے تم کو نماز سے روکا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ میں یوحنای یہودی کو کچھ مقدار سونے کا مقروض ہوں وہ میرے گھر کے دروازے پر کھڑا تھا تا کہ جب میں گھر سے باہر نکلوں تو وہ مجھ سے سونا مانگے۔ چونکہ میرے پاس سونا نہیں ہے اس لئے میں گھر سے باہر نہیں نکلا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالی تمہارا قرض ادا کرے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ، حضور ﷺ نے فرمایا: تم آیات ((اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاء وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاء وَتُعِزُّ مَن تَشَاء وَتُذِلُّ مَن تَشَاء بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىَ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، تُولِجُ اللَّيْلَ فِي الْنَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الَمَيَّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَن تَشَاء بِغَيْرِ حِسَابٍ)) کی تلاوت کرو اس کے بعد یوں پڑھو: ((یا رحمن الدنیا والآخرة و رحیمهما تعطی منهما ما تشاء و تمنع منهما ما تشاء صل علی محمد و آل محمد اقض عنی دینی یا کریم)) یعنی (اے دنیا اور آخرت کو بخشنے والا، اے دو جہان کے مہربان، تو دنیا اور آخرت میں سے جو چاہو دیتے ہو اور دونوں میں سے جو چاہتے ہو منع کرتے ہو پس محمد و آل محمد پر درود بھیج اور میرے قرض کو ادا کر اے کریم) اگر تمھارے ذمے پوری زمین کے برابر سونا ہی کیوں نہ ہو، اللہ تعالی ادا کرے گا۔

6۔ حضرت سلیمانؑ کی دعا

))رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ((

خدا نے جناب سلیمانؑ کو ایک بے مثال حکومت عطا کی تھی۔ اس کا مقصد لوگوں کو توحید اور اہداف الٰہی کی طرف دعوت دینا تھا سارے چرند، پرند اور حیوانات آپؑ کے مطیع اور فرمانبردار تھے۔ اللہ نے آپؑ کو سب مخلوقات کی زبانوں کا علم بھی دیا تھا جس کو حضرت سلیمانؑ خود بھی اللہ کا کھلا ہوا فضل اور کرم سمجھتے تھے۔ ایک دن حضرت

سلیمانؑ اپنے عظیم لشکر (جو جنات، انسان اور پرندوں سے تشکیل پایا تھا) کے ساتھ وادی نمل تک آئے۔ ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں کو آواز دی کہ اے چیونٹیو! سب اپنے اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ کہ سلیمان اور ان کا لشکر تمھیں پائمال نہ کر ڈالے اور انہیں اس کا شعور بھی نہ ہو تو جناب سلیمانؑ اس کی بات پر مسکرا دئے اور کہا: ((رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ)) ؛((پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تونے مجھے اور میرے والدین کو عطا کی ہے اور یہ کہ میں ایسا صالح عمل انجام دوں جو تجھے پسند آئے اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے صالح بندوں میں داخل فرما))۔

اہمیت اس بات کی ہے کہ آیہ کریمہ نے واضح کر دیا کہ چیونٹیوں کے پاس بھی شعور اور ادراک ہے اور ان کے پاس بھی قومی تنظیم کی صلاحیت اور سردار لشکر کی معرفت حاصل ہے اور یہ بات ہے کہ یہ معرفت اس قدر کامل نہیں ہے کہ سلیمانؑ کی طرف ایسے عمل کی نسبت نہ دی جائے جو نبی خدا کے شایان شان نہ ہو اور شاید یہ نسبت لشکر کے اعتبار سے تھی کہ نبی کا معصوم ہونا اصحاب کے بے عیب ہونے کی ضمانت نہیں ہے۔ جناب سلیمانؑ بھی شکر خدا کی دعا کر کے یہ واضح کر دیا کہ اقتدار کا مصرف یہ نہیں ہے کہ انسان اس بات پر اکڑ جائے کہ رعایا میرے خوف سے سوراخوں میں داخل ہوتی جا رہی ہے بلکہ اقتدار کا مصرف یہ ہے کہ انسان اس بات پر شکر ادا کرے کہ اس نے مجھے یہ شرف بخشا ہے اور دوسری مخلوقات کو اس کی عزت اور کرامت سے نہیں نوازا ہے۔

بے مثال حکومت کے لئے حضرت سلیمانؑ کی دعا:

((رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ))

اللہ تعالی نے حضرت سلیمانؑ سے امتحان لینے کے خاطر، ان کے تخت پر ایک بے جان جسم ڈال دیا۔ یہاں پر بے جان جسم کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ جناب سلیمانؑ ہی شدید بیماری کے شکل میں تخت پر ڈال دئے گئے تھے اور یہ کسی ترک اولی کا نتیجہ تھا۔ اور بعض کا کہنا ہے کہ انہوں نے وارث تخت و تاج کا انتظام شروع کیا اور یہ تمنا کی کہ شجاع اور قدرتمند اولاد انہیں نصیب ہو تا کہ ملک کو چلانے خصوصا اللہ کے راہ میں جہاد کر کے کام آجائے چونکہ ان کی بیویاں زیادہ تھیں جناب سلیمانؑ نے سب کے ساتھ نزدیکی کرنے کا ارادہ کیا تا کہ بچے زیادہ پیدا ہو جائیں لیکن انشاء اللہ کہنے سے غفلت کی۔ اور اس زمانے میں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا سوائے بے جان کی طرح ایک ناقص الخلقہ بچہ کے، جس کو جناب سلیمانؑ کے تخت پر گرا دیا گیا پھر انہوں نے خدا کی طرف

توجہ کی اور فرمایا:((رَبِّ اغْفِرْلِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ)) ((میرے رب! مجھے معاف کر دے اور مجھے ایسی بادشاہی عطا کر جو میرے بعد کسی کے شایان شان نہ ہو یقیناتو بڑا عطا کرنے والا ہے))۔ اللہ تعالی نے ان کی دعا کو قبول کر لیا اور تمام مخلوقات کو ان کے لئے مسخر بنا دیا اور جناب سلیمان ؑ کی بادشاہت کی عظمت آج تک بے مثال ہے ۔

7۔ملکہ سبا بلقیس کی دعا

((رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ))

ایک دن حضرت سلیمان ؑ اپنے تخت پر شان و شوکت سے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ سارے پرندے اپنے پروں کے ذریعے آنحضرت ؑ کے سر پر سایہ کر رہے تھے تا کہ سورج کی دھوپ سیدھی نبی کے سر پر نہ آئے اتنے میں نبی ؑ نے دیکھا کہ ایک سوراخ سے دھوپ آپ ؑ کے سر پر آرہی ہے۔ دیکھا تو ہُدہُد کی جگہ خالی ہے اور وہیں سے دھوپ آرہی ہے۔ آپ ؑ نے فرمایا: مجھے کیا ہوا ہے کہ میں ہُدہُد کو نہیں دیکھ رہا ہوں؟ میں اسے سخت ترین سزا دوں گا یا پھر ذبح کر ڈالوں گا یا وہ میرے پاس کوئی واضح دلیل لے آئے۔ تھوڑی دیر میں ہُدہُد آگیا اور کہا یا نبی اللہ، میں ملک سبا(جو یمن میں ہے)سے ایک یقینی خبر لے کر آیا ہوں وہاں پر میں نے ایک عورت کو دیکھا جو سب پر حکومت کر رہی ہے۔ اسے دنیا کی ہر چیز حاصل ہے۔ اس کے پاس بہت بڑا تخت بھی ہے۔ وہ اور اس کی قوم سب سورج کی پوجا کرتے ہیں۔ شیطان نے ان کی نظروں میں اس عمل کو اچھا بنا دیا ہے اور انہیں صحیح راستے سے روک دیا ہے۔

حضرت سلیمانؑ نے ہُدہُد کے ذریعے ملکہ سبا کو ایک خط بھیج دیا جس کے شروع میں بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لکھ کر حق کے سامنے تسلیم ہونے کا مشورہ دیا۔ ملکہ نے اپنے صاحبان قوت اور ماہرین جنگ سے رائے لینے کے بعد ایک ہدیہ حضرت سلیمانؑ کو بھیج دیا اس خیال سے کہ اگر سلیمان کوئی عام بادشاہ ہوا تو ہدیہ قبول کر لے گا اگر نبی ہوا تو رد کر دے گا۔ لیکن سلیمانؑ نے ہدیہ کو رد کر دیا اور قاصد کو واپس کر دیا۔ جناب سلیمان ؑ کے جواب سے مطمئن ہو کر ملکہ تخت و تاج چھوڑ کر جناب سلیمانؑ کی طرف روانہ ہو گئیں ادھر جناب سلیمان نے اس کے تخت کو ایک شخص کہ جس کے پاس کتاب کے ایک حصہ علم تھا کے ذریعے اپنے پاس منگوالیا اور اس کی ہیئت میں تبدیلی لا کر نا قابل شناخت بنا دیا کہ ملکہ اس کو سمجھ پاتی ہے یا نہیں۔

جب ملکہ سلیمانؑ کے دربار پہنچیں تو سلیمانؑ نے پوچھا کیا تمھارا تخت ایسا ہی ہے؟ اس نے کہا شاید یہی ہے اور مجھے تو پہلے ہی علم ہو گیا تھا اور میں نے اسلام قبول کر لیا تھا اس کے بعد اس سے کہا گیا کہ قصر میں داخل ہو جائے اور قصر میں نیچے پانی اس کے اوپر شیشے لگائے گئے تھے ملکہ بلقیس داخل ہوتے ہی سمجھی کہ کوئی گہرا پانی ہے اور اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔ سلیمانؑ نے کہا؛ یہ پانی نہیں شیشہ ہے۔ تو بلقیس نے جناب سلیمان میں نبوت کی نشانیاں اور خود کو غلط راستے پر دیکھ کر کہا: ((رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)) ((پروردگارا! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور اب میں سلیمان کے ساتھ اس خدا پر ایمان لے آئی ہوں جو عالمین کا پالنے والا ہے))۔ ان مطالب سے معلوم ہوتا ہے کہ بلقیس اس قدر شریف النفس عورت تھی کہ اس نے حق کی خاطر سارا اقتدار چھوڑ دیا اور جناب سلیمانؑ پر ایمان لے آئی جبکہ آج کے دور میں برسوں کے مسلمان مردوں میں بھی اتنی صلاحیت نہیں ہے کہ حق کی خاطر اپنے مال و دولت اور جاہ و منصب قربان کر سکیں بلکہ اس کے باقی رکھنے کے لئے کوئی نہ کوئی جواز نکال لیتے ہیں اور جذبہ قربانی کو پائمال و برباد کر دیتے ہیں۔

۸۔ حضرت یوسفؑ کی دعائیں

))رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ وَإِلاَّ تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُن مِّنَ الْجَاهِلِينَ((

قرآن مجید میں حضرت یوسفؑ کے قصے کو احسن القصص سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جب جناب یوسفؑ نے یہ خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج و چاند ان کو سجدہ کر رہے ہیں۔ اس کی تعبیر یہ تھی کہ ماں، باپ اور بھائی سب ان کے سامنے خضوع سے پیش آنے والے ہیں۔ یہ بات بھائیوں کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ بھائیوں کا اعتراض یہی رہا کہ یوسف ہمارے باپ کی نگاہ میں زیادہ محبوب کیوں ہیں؟۔ بھائیوں نے حسادت کی وجہ سے آپس میں مشورہ کیا۔ کسی نے کہا یوسف کو قتل کر دو، کسی نے کہا یوسف کو کسی زمین میں پھینک دو۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ یوسف کو قتل نہ کرو بلکہ ان کو اندھے کنویں میں ڈال دو تا کہ کوئی قافلہ ان کو کہیں دور لے جائے۔ بھائیوں نے اسی پر اتفاق کیا۔ باپ سے اجازت لے کر صحرا کی طرف لے گئے اور اس کو کنعان کے کنویں میں ڈال کر یوسف کے کرتے پر جھوٹا خون لگا کر روتے ہوئے باپ کے پاس آ کر کہنے لگے: بابا ہم دوڑ لگانے چلے گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا ایک بھیڑیا آ کر انہیں کھا گیا۔ جناب یعقوبؑ نے کہا یہ بات صرف تمھارے دل نے گڑھی ہے؛ لھذا میرا راستہ صبر و جمیل کا ہے۔

لیکن صحرائے کنعان سے ہوتے ہوئے ایک قافلہ کنویں کے پاس پہنچا۔ پانی نکالنے والے نے اپنا ڈول کنویں میں ڈالا تو ایک خوبصورت بچہ باہر آگیا اور بھائیوں نے یوسف کو معمولی قیمت پر بیچ ڈالا مصر کے جس شخص نے انہیں خریدا تھا اس نے اپنی بیوی سے کہا: اسے عزت و احترام کے ساتھ رکھو شاید ہمیں کوئی فائدہ پہنچائے یا ہم اسے اپنا فرزند بنالیں۔ جب یوسف اپنی جوانی کی عمر کو پہنچے تو اللہ نے انہیں خوابوں کی تعبیر اور علم کی نعمت سے نوازا۔ ادھر سے ملکہ زلیخا نے ان سے اظہار محبت کیا اور ان سے برائی کا ارادہ کر کے محل کے دروازے بند کر دئے اور کہنے لگی لو آؤ۔ یوسف نے کہا: معاذ اللہ! وہ میرا مالک ہے! اس نے مجھے اچھی طرح رکھا ہے اور ظلم کرنے والے کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ یہ خبر لوگوں میں پھیل گئی۔ شہر کی عورتیں کہنے لگیں کہ عزیز مصر کی عورت اپنے جوان کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی اور اسے اس کی محبت نے مدہوش بنادیا۔ جب زلیخا نے ان عورتوں کی مکاری اور تشہیر کا حال سنا تو خواتین کو ایک پر تکلف دعوت کا انتظام کر کے بلا بھیجا۔ سب کو چھری سے کاٹنے والے پھل دئے اور یوسف ؑ سے کہا کہ تم ان کے سامنے گزرو۔ ان لوگوں نے جیسے ہی یوسف کو دیکھا بڑا حسین و جمیل پایا اور غفلت سے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہا یہ تو آدمی نہیں بلکہ کوئی محترم فرشتہ ہے۔ زلیخا نے کہا یہی وہ شخص ہے کہ جس کے بارے میں تم لوگوں نے میری ملامت کی ہے اور میں نے اس کو کھینچنا چاہا تھا کہ یہ نکل گیا اور اگر اب بھی میری بات نہیں مانی تو قید کیا جائے گا اور ذلیل بھی ہو گا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا: ((رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ وَإِلاَّ تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُن مِّنَ الْجَاهِلِينَ)) :((اے میرے رب! قید مجھے اس چیز سے زیادہ پسند ہے جس کی طرف یہ عورتیں مجھے دعوت دے رہی ہیں اور اگر تو ان کی مکاریاں مجھ سے دور نہ فرمائے گا تو میں ان عورتوں کی طرف راغب ہو جاؤں گا اور میرا شمار جاہلوں میں سے ہو سکتا ہے))۔ تو پروردگار نے یوسف کی دعا قبول کر لی۔

حضرت یوسف کچھ مدت قید خانے میں رہے وہاں پر دین و مذہب، عقائد کی باتیں اور تعبیر خواب لوگوں کو بتاتے رہے یہاں تک کہ بادشاہ مصر کے اس خواب کی تعبیر بتائی جس کو کوئی تعبیر نہیں کر سکا تھا۔ ادھر سے بادشاہ مصر نے یوسف ؑ کے کمالات دیکھے ادھر سے اس کی بیوی نے کہا کہ اب حق و باطل واضح ہو گیا کہ میں نے خود انہیں اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی تھی اور وہ صادقین میں سے ہیں۔ بادشاہ نے جناب یوسف کو قید خانے سے آزاد کر دیا اور زمین کے خزانوں پر مقرر کر دیا، گویا جناب یوسف کو اقتصاد کی وزارت مل گئی۔ بعد میں کنعان کے لوگ شدید قحط سے دوچار ہو گئے اور جناب یعقوب ؑ کے بیٹے بادشاہ مصر سے غلہ مانگنے کیلئے مصر روانہ ہو گئے۔ وہاں حضرت یوسف اپنے بھائیوں کو پہچانتے ہیں اور دوسری مرتبہ اناج کے لئے آنے کی دعوت دیتے ہیں اسی طرح حضرت یوسف کے

والدین اور بھائی سارے مصر آتے ہیں اور سب لوگ یوسف کے سامنے سجدہ میں گر پڑتے ہیں تو یوسف نے کہا: بابا یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے جسے پروردگار نے سچ کر دکھایا ہے اس نے میرے ساتھ احسان کیا ہے کہ مجھے قید خانہ سے نکال لیا آپ لوگوں گاؤں سے نکال کر مصر میں لے آیا جبکہ شیطان میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد کر چکا تھا بے شک میرا پروردگار اپنے ارادوں کو بہتر تدبیر کرنے والا ہے اور صاحب علم و حکمت ہے اور فرمایا

: ((رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِن تَأْوِيلِ الأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ أَنتَ وَلِيِّي فِي الدُّنُيَا وَالآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ)) ؛((اے میرے رب! تو نے مجھے اقتدار کا ایک حصہ عنایت فرمایا اور ہر بات کے انجام کا علم دیا، آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! تو ہی دنیا میں بھی میرا سرپرست ہے اور آخرت میں بھی، مجھے دنیا سے فرمانبردار اٹھانا اور صالحین سے ملحق کر دینا))۔

کردار یوسف کو دیکھتے ہوئے انسان کو ہر حال میں، قید خانے میں ہو یا حکومت میں، کنویں کی تاریکیوں میں ہو یا محل میں یا شیطان کے حملوں کی جگہ،۔۔۔ اللہ ہی کو ہر چیز کا مالک سمجھتے ہوئے اس کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور مسلمان ہی مرنے کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔

9۔ حضرت یونسؑ کی دعا

((لَّا إِلَهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ))

حضرت یونسؑ نے ایک طویل عرصے تک لوگوں کو توحید کی طرف دعوت دی لیکن لوگ صحیح راستے پر نہ آئے بلکہ اپنے کفر پر ضد کرتے رہے تو وہ قوم کی بے ایمانی سے عاجز آکر ناراض ہو کر آبادی سے باہر نکل گئے اور قوم کو عذاب کے حوالے کر دیا تھا تو خدا نے انہیں کشتی کے ذریعہ مچھلی کے شکم تک پہنچا دیا۔ گویا حضرت یونس کو مچھلی کے پیٹ کی قید رہنا پڑا تو انہوں نے اس ترک اولی کا اعتراف کر کے توبہ کی کہ مجھے قوم کو لاوارث نہیں چھوڑنا چاہیئے تھا اگر میں ایسا نہ کرتا تو خدا مجھے مچھلی کے حوالہ نہ کرتا۔ آپؑ نے مچھلی کے شکم کی تاریکیوں میں آواز دی : ((لَّا إِلَهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ)) ((پروردگار! تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو پاک و بے نیاز ہے اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے تھا))۔ تو خدا نے ان کی دعا کو قبول کر لیا اور انہیں غم سے نجات دے دی اور فرمایا: ہم اس طرح صاحبان ایمان کو نجات دیتے رہتے ہیں۔ مچھلی کے شکم سے نجات پانے کے بعد حضرت یونسؑ قوم کے پاس پلٹ گئے اور قوم بھی جناب یونس کے گرد جمع ہو کر راہ توحید پر گامزن ہو گئی۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں اسم اعظم کی راہنمائی کروں کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو پکارنے سے دعا مستجاب ہو جاتی ہے اور وہ دعا جناب یونس کی دعا ہے جس نے تاریکیوں میں آواز دی ((لَّا إِلَهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ)) تو ایک صاحب نے سوال کیا یارسول اللہ یہ دعا صرف جناب یونس کے لئے ہے یا سب کے لئے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے پوری آیت نہیں سنی ہے ((وَكَذَلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ)) اسی طرح ہم صاحبان ایمان کو نجات دیتے ہیں (تو ہر دور میں صاحبان ایمان پائے جاتے ہیں) یقیناً اللہ تعالیٰ بھی ارشاد فرمارہا ہے کہ ((اگر یونس تسبیح کرنے والے میں سے نہ ہوتے تو روز قیامات تک شکم میں رہ جاتے)) ((فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ. لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ)) یعنی یہی تسبیح الٰہی اور گناہ کا اعتراف تھا کہ یونس نجات پا گئے۔ امام صادقؑ نے فرمایا: مجھے تعجب ہے اس غمزدہ شخص پر جو اس دعا کو نہیں پڑھتا: ((لَّا إِلَهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ)) چونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے :((فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ)) پھر ہم نے اس کی دعا کو قبول کرلیا اور غم سے نجات دے دی ہم اس طرح مؤمنین کو نجات دیتے رہتے ہیں۔

محمد بن یعقوب کلینیؒ نے نقل کیا ہے: اہل خراسان کے ایک مرد نے مکہ اور مدینہ کے درمیان سرزمین ربذہ پر امام صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں! اب تک میں صاحب فرزند نہیں ہوا ہوں۔ کیا کروں؟ امامؑ نے فرمایا: جب اپنے وطن واپس لوٹ کر اہلیہ کے پاس جانا چاہو گے تو ان آیات ((وَذَا النُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَى فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ. فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ. وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَى رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ)) کو پڑھ لو خدا تمھیں اولاد دے گا انشاء اللہ۔ ترجمہ :((اور یونسؑ کو یاد کرو جب وہ غصے میں آکر چلے اور یہ خیال کیا کہ ہم ان پر روزی تنگ نہ کریں گے اور پھر تاریکیوں میں جاکر آواز دی کہ پروردگار تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو پاک و بے نیاز ہے اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے تھا تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیا اور انہیں غم سے نجات دے دی کہ ہم اس طرح صاحبان ایمان کو نجات دیتے رہتے ہیں))۔

10۔ حضرت زکریاؑ کی دعا

))رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ))

حضرت زکریاؑ بھی دیگر انبیاءؑ کی طرح اہل دعا اور مناجات تھے۔ کئی سالوں سے بار گاہ ایزدی سے اولاد کی درخواست کرتے رہے تا کہ آپ کا وارث پیدا ہو لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں ملا شاید وہ مایوس ہو چکے تھے چونکہ ان کی عمر ۱۲۰ سال زوجہ کی عمر ۹۸ سال بتائی جاتی ہے۔ لیکن جناب مریمؑ کے پاس عالم غیب سے آئے ہوئے بے موسم کے پھل دیکھ کر آپ کی مایوسی امید میں تبدیل ہو گئی۔ آپؑ نے حضرت مریم سے پوچھا یہ پھل کہاں سے آئے ہیں؟۔ حضرت مریم نے جواب دیا: یہ سب خدا کی طرف سے ہیں وہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزق عطا کر دیتا ہے۔ حضرت زکریا نے دعا کی کہ پروردگار! تو بے فصل کے میوے پیدا کر سکتا ہے تو ضعیفی میں اولاد بھی دے سکتا ہے اور بار گاہ الہی میں عرض کیا: ((رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ)) ((یعنی پروردگار مجھے اپنی عنایت سے صالح اولاد عطا کر، یقینا تو ہی دعا سننے والا ہے)) حضرت کی دعا قبول ہو گئی اور فرشتوں نے محراب میں حضرت یحیی کے پیدا ہونے کی بشارت دی تو جناب زکریا نے قدرت کاملہ کے مزید اظہار کے لئے سوال کر دیا کہ یہ کس طرح ہو گا؟ جواب ملا کہ یہ ہماری قدرت کا کرشمہ ہے۔

ایک اور آیت میں حضرت زکریا کی دعا اس طرح آئی ہے کہ آپ نے بار گاہ الہی میں یوں فرمایا: ((رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ)) یعنی (میرے پروردگار! مجھے تنہا نہ چھوڑ اور تو بہترین وارث ہے۔) تو اللہ تعالی بعد والی آیات میں فرمارہا ہے: ((ہم نے ان کی دعا کو قبول کر لی ہے اور انہیں یحیی جیسا فرزند عطا کر دیا۔ حارث نصری کہتا ہے میں نے امام صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا! میرا خاندان ختم ہو چکا ہے اور میری اولاد بھی نہیں ہے (کہنا چاہتا تھا کہ بچہ پیدا ہونے کے لئے دعا یا تعویذ دے دیں) امامؑ نے فرمایا: سجدے میں جا کر کہو: ((رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ))، ((رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ)) ۔ حارث کہتا ہے: میں نے امامؑ کے فرمان پر عمل کیا اور سجدے کی حالت میں ان دونوں آیتوں کو پڑھ لیا، اللہ تعالی نے مجھے دو فرزند بنام علی اور حسین عطا کئے۔

پروردگار! ہم سب کو سیرت انبیاء علیہم السلام سے سبق لیتے ہوئے اللہ سے رابطہ مضبوط کر کے اس کے نیک بندوں میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرما۔ آمین رب العالمین!

کتابیات

القرآن

(الصحیح بخاری)

(صحیح مسلم،)

(سنن ترمذی)

(سنن آبی داؤد،)

(سنن ابن ماجۃ)

(صحیح ابن حبان،)

(المعجم الآوسط)

(سنن کبری،)

(الإرشاد إلی سبیل الرشاد)

(الأحکام الشرعیۃ الکبری)

(المعجم الأوسط)

(المعجم الکبیر)

(الخصائص الکبریٰ)

(السیرۃ النبویۃ (من البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر،

(ذکریات،)

(کتاب العین،)

(شرح مختصر الطحاوی،)

(التعریفات الفقہیۃ،)

(الاختیار لتعلیل المختار،)

(الأساس فی السنۃ وفقہھا _ العبادات فی الإسلام،)

